# جہنم سے بچانے والے اعمال

(مکمل خطبات)

ایڈوکیٹ فیض سید

نام کتاب : جہنم سے بچانے والے اعمال (مکمل خطبات)

تالیف : ایڈوکیٹ فیض سید

نظر ثانی : ساجد محمدی

ناشر : فیض علی سید اعظم علی سید

پبلیشر : ڈیجیٹل / آن لائن

اشاعت : 1 اکتوبر 2026 / ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۴۸ھ

مقام : مدرسہ اخلاص، روہیلہ گلی، اورنگ آباد، مہاراشٹر، انڈیا

©2026 Adv. Faiz Syed Licensed Under CC BY 4.0

ISBN: 978-93-344-7495-4

## توجہ فرمائیں

- یہ کتابچہ صرف دینی معلومات کی فراہمی اور اصلاح و رہنمائی کی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔
- اس کتابچہ کو تقریر سے تحریری شکل (Speech-to-Text) میں تیار کیا گیا ہے۔
- اس کتابچہ میں دی گئی معلومات اور حوالہ جات کو مستند کتابوں سے لینے کی پوری کوشش کی گئی ہے، لیکن انسانی کوشش میں غلطی کا امکان رہتا ہے، اگر کہیں کوئی غلطی یا کمی نظر آئے تو براہِ کرم ہمیں آگاہ کریں، تاکہ آئندہ اسے درست کیا جاسکے۔ 9112-9112-08
- اس کتابچہ کو ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے نشر و شائع کرنے کی مکمل اجازت ہے۔

No Copyright Reserved

/AdvFaizSyedOfficial /FaizAliSyed /IRCTV

/AdvFaizSyed

ان جمعہ خطبات کو YouTube پر دیکھنے کے لیے QR Code کو Scan کریں

**پہلا حصہ**

24 جولائی 2026 / ۹ صفر ۱۴۴۸ھ

**دوسرا حصہ**

31 جولائی 2026 / ۱۶صفر ۱۴۴۸ھ

**تیسرا حصہ**

7 اگست 2026 / ۲۳صفر ۱۴۴۸ھ

**چوتھا حصہ**

14 اگست 2026 / ۱ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ

# فہرستِ مضامین


مقدمہ.................................................... 1

پوائنٹ نمبر1: توحید .................................... 5

پوائنٹ نمبر2: اخلاص ....................................18

پوائنٹ نمبر3: دعا ....................................27

پوائنٹ نمبر4: تقویٰ .................................... 29

پوائنٹ نمبر5: روزے رکھنا ....................................36

پوائنٹ نمبر6: 40 دن تکبیرِ اولیٰ سے باجماعت نماز پڑھنا....................40

پوائنٹ نمبر7: فجر اور عصر کی نماز کو ہمیشہ پڑھنا....................44

پوائنٹ نمبر8: ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعات نماز پڑھنا..................49

پوائنٹ نمبر9: اللہ کے ڈر سے رونا ....................................51

پوائنٹ نمبر10: اللہ کی راہ میں چلنا .................................... 55

پوائنٹ نمبر11: بیٹیوں کی پرورش اور ان کی تربیت کرنا ....................58

پوائنٹ نمبر12: مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرنا....................65

پوائنٹ نمبر13: حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا....................69

# مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے، اور درود و سلام ہو آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر۔

ہماری اس فانی زندگی کا اصل مقصد آخرت کی کامیابی حاصل کرنا، جہنم کے دردناک عذاب سے بچنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا حصول ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قرآن و حدیث میں ایسے بے شمار آسان اور بابرکت اعمال بیان فرمائے ہیں، جو اگر انسان کی زندگی کا حصہ بن جائیں تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے حفاظت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

یہ کتاب میرے انہی خطبات اور بیانات کا ایک خلاصہ اور جامع مجموعہ ہے، جو میں نے مختلف مواقع پر آپ احباب کے سامنے پیش کیے تھے، اس میں **۱۳ بنیادی اور اہم نکات** ترتیب دیے گئے ہیں، جن پر عمل کرکے ایک مومن اپنی زندگی کو آخرت کی بہتری اور نجات کا ذریعہ بنا سکتا ہے، میری کوشش رہی ہے کہ ان تمام اعمال کو مستند اور آسان فہم انداز میں آپ تک پہنچایا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس معمولی سی کوشش کو قبول کریں، اس کتاب کو میرے لیے اور اس کی تدوین و اشاعت میں حصہ لینے والے تمام احباب کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور آپ تمام کو ان اعمال پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق دے کر جہنم سے نجات کا ذریعہ بنائے (آمین)

خطیب

**ایڈوکیٹ فیض سید**

اورنگ آباد، مہاراشٹر، انڈیا

1 اکتوبر 2026 / ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۴۸ھ

پہلا خطبہ　　24 جولائی 2026 / ۹ صفر ۱۴۴۸ھ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي، وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي، يَفْقَهُوا قَوْلِي، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

« فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ » [سورۃ آل عمران 185 : 3] أَمَّا بَعْدُ!

تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لیے لائق وزیبا ہیں جو تمام جہانوں کا بنانے والا اور اس کا پالنے والا ہے، اور درود وسلام ہو اس کے آخری نبی محمد ﷺ پر، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

ہم تمام مرد اور خواتین اس خطبہ جمعہ کے لیے جمع ہوئے ہیں، ان شاءاللہ عزوجل اس مختصر سے وقت میں، ہم ایک نئے عنوان کی شروعات کریں گے اور جس کی شروعات ہم آج اس جمعہ کے خطبے سے کریں گے، یہ بے انتہا اہم عنوان ہے اور وہ ہماری زندگی کا اصل مقصد بھی ہے اور وہ ہے کہ انسان اللہ رب العزت کی بنائی ہوئی جہنم سے آزادی پالے اور جنت میں داخل ہو جائے اور اسی کے لیے ہم سارے کام کرتے رہے۔

کچھ اعمال وہ ہیں جو ہم کرتے ہیں لیکن یہ سوچ کے کرتے ہیں کہ یہ جہنم سے آزادی دلائیں گے، کچھ اعمال ہیں جو ہم کرتے ہیں وہ اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں جنت میں داخل کریں گے، تو گویا ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے کہ ہم جہنم سے بچالیے جائیں اور جنت میں داخل کردیے جائیں۔

ایسا اس لیے کہ اللہ نے یہ بات کا وعدہ اپنی کتاب میں کردیا ہے کہ: **تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے** [سورۂ مریم 71 : 19]، ایک بار جہنم انسان کے سامنے پیش کی ہی جائے گی، ایک بار صرف پیش نہیں کی جائے گی بلکہ انسان کو اس پر سے گزرنا ہی ہے یہ بات تو طے ہے۔

آخرت میں ہم کتنے ہی اچھے عمل کرکے کیوں نہ جائیں جہنم کے سامنے ایک بار پیش کئے جائے گے، اور اس پر سے ہمیں ایک بار گزرنا ہی ہے اور جس مقام سے ہم کو گزرنا ہے وہ جہنم کے اوپر رکھا ہے اور اس کو کہتے ہیں **پل صراط**، وہ ایک پل ہے جس سے ہم سب کو گزرنا ہے اور وہ جہنم کے اوپر ہے، اس سے پتہ چلا ہر نیک اور بد سب کو اس سے گزرنا ہے۔

جہنم سے بچالیا جائے اور جنت میں داخل کردیا جائے، یہ ہی اصل کامیابی ہے، یہی ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے، اسی کے تحت اس عنوان کو آپ کے سامنے رکھوں گا، اور وہ ہوگا: **وہ اعمال جو ہمیں جہنم کی آگ سے نجات دلا سکتے ہیں** یعنی وہ اعمال جن کے کرنے کی وجہ سے ہم جہنم کی آگ سے دور ہوکر جنت سے قریب ہونگے، اللہ سے اور اس کی نعمتوں سے قریب ہونگے۔

ایسے کچھ اعمال ہم جانتے ہیں جن کے ذریعہ انسان نیکی میں آگے بڑھتا ہے، لیکن ایسے بھی کچھ اعمال ہیں جس سے انسان جہنم سے دور ہوتا ہے، مطلب ایک تو جنت کے قریب لے جانے والے اعمال ہیں، دوسرے جہنم سے دور کرنے والے اعمال ہیں، دونوں نیکی کے کام ہیں، جس عنوان کو ہم شروع

کریں گے، اس میں ہم چند نیکیاں دیکھیں گے جو ہمیں جہنم سے دور کرتی ہیں، جہنم سے نجات دیتی ہیں، جہنم سے بچالیتی ہیں۔

اور ظاہر سی بات ہے آگ سے بچ جانا یہ حقیقی کامیابی ہے، آیئے اللہ رب العزت قرآن میں کیا فرماتا ہے، جو آیت اوپر آپ کے سامنے گزری ہے جس میں اللہ فرماتا ہے:

**فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ**

**پھر جس شخص کو جہنم سے دور اور جنت میں داخل کردیا جائے، وہ شخص حقیقی کامیاب ہے**

آگے فرمایا:

**وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ** [سورۃ آل عمران 185 : 3]

**اور دنیا کی زندگی تو سوائے دھوکے کے اور کچھ بھی نہیں ہے**

مطلب دنیا کی زندگی ایک دھوکہ ہے جس میں ہم جیتے ہیں تو ایسا لگتا ہے یہاں سے کبھی جانے والے نہیں ہے، جس میں ہمیں جو عمل پسند ہے وہ کرنا چاہتے ہیں، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ جہنم کی کوئی حقیقت نہیں ہے، ان شاءاللہ ہم جنت میں تو چلے ہی جائیں گے اور جہنم سے بچ ہی جائیں گے،

تو اللہ فرمارہا ہے کہ: **دنیا کی زندگی سوائے دھوکے کے کہ اور کچھ بھی نہیں ہے**، اس Test اور آزمائش سے اللہ ہمیں گزارنا چاہتا ہے کہ ہم کیسے گزرتے ہیں، کیا عمل کرکے آتے ہیں، تو گویا یہ بڑی اہم چیز ہے اور یہ Ultimate Success ہے، مطلب دنیا کی زندگی اس نے ویسی گزار لی جیسے گزارنے کا حق ہے۔

اب آیئے چند وہ اعمال آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا جس کے اندر ہم جہنم سے بچیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے، یہ بڑی اہم چیز ہے اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

## پوئنٹ نمبر 1: توحید

سب سے پہلی چیز جس کے نتیجے میں ہم جنت میں جا سکتے ہیں یا جہنم سے بچ سکتے ہیں، وہ اسلام کی بنیاد ہے اور اس عنوان کا سب سے اہم پوائنٹ بھی ہے، ہر عمل کے اندر اس چیز کی اہمیت آتی ہے اور وہ ہے: **توحید**

توحید سب سے اہم چیز ہے اس لیے کہ توحید ہی وہ چیز ہے جس کے کرنے کی بنیاد پر انسان آخرت میں نجات پا سکتا ہے، یا جہنم سے دور ہو سکتا ہے،اس لیے سب سے پہلے اس پوائنٹ کو رکھ رہا ہوں اور اس کا الٹ شرک ہوتا ہے وہ سب سے خطرناک چیز ہے، تو سب سے پہلا عمل ہے: **توحید کو اختیار کرنا،** توحید کیا ہوتا ہے؟ **ایک اللہ کو ماننا۔**

عموماً ہم اس کو شہادت بول دیتے ہیں یا عام زبان میں ایک اللہ کو ماننا بول دیتے ہیں، لیکن اس کے لیے عربی میں جو لفظ ہوتا ہے وہ ہے **توحید** مطلب ایک کر دینا،اس کے کیا معنی ہیں؟ جب نبی اکرم ﷺ آئے تب آپ نے دین کی دعوت دی جب مشرکین مکہ لا تعداد چیزوں کی عبادتیں کرتے تھے، ان کے ہر دن کے اعتبار سے بت تھے، صبح و شام کے اعتبار سے بت تھے،الگ الگ مصیبتوں کے اعتبار سے بت تھے اور اس میں اللہ رب العزت سب سے اوپر تھے، یہ بات آپ یاد رکھیے، وہ لوگ اللہ کو مانتے تھے اس کا انکار نہیں کرتے تھے کیونکہ اللہ نے خود ان سے سوال کیا کہ:

**جب یہ کشتی میں ہوتے ہیں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور جب خشکی میں آتے ہیں تو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں** [سورۃ عنکبوت 65 : 29]

تو گویا ان کے پاس اللہ سب سے بڑا تھا اور کہی کہی جگہ تو اللہ کے نام اور صفت سے ہی انہوں نے بت بنا لیے تھے جیسے **العزیز** صفت سے **عزیٰ** بنالیا تھا لیکن اللہ ہی ان کے پاس سب سے اونچا معبود تھا جس

کی وہ عبادت کرتے تھے، اسی لیے نبی اکرم ﷺ کے والد کا نام کیا تھا؟ **عبداللہ** تھا وہ جانتے تھے اللہ نام کسی کا نہیں ہو سکتا ہے، **عبد** لگانا اس کے لیے ضروری ہے، لیکن وہ اللہ کے ساتھ لوگوں کو شریک کرتے تھے اور جب ان سے سوال کیا گیا کہ **تم اللہ کے ساتھ شرک کیوں کرتے ہو** تو انہوں نے جواب دیا:

**مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى** [سورۃ زمر 39 : 3]

**(اور کہتے ہیں) نہیں ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ اللہ سے قریب کردے**

مطلب وہ اس لیے شرک کرتے کہ اللہ سے قربت حاصل کریں، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ بت ان کے پاس وسیلہ تھے مطلب مشرکین مکہ سیدھے اللہ سے نہیں مانگتے تھے وہ بتوں کے ذریعے اللہ سے مانگتے تھے۔

اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ مجھے اور کوئی وضاحت دینے کی ضرورت ہے کہ آج کے مسلمان اور مشرکین مکہ کے بیچ میں کیا فرق باقی رہ گیا ہے کیونکہ آج کا مسلمان بھی کہہ رہا ہے کہ **وہ فلاں خود نہیں دیتے یہ تو اللہ سے مانگنے کا وسیلہ ہے، وہاں جا کے ہم دعا کرتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ آپ کے** ذریعے سے، **آپ چونکہ اللہ کے قریب ہیں، ہماری دعا اللہ سے قبول کروا لیجیے،** مشرکین مکہ بھی یہی کہتے تھے کہ **ہم ان کی عبادت نہیں کرتے، اور جو کچھ وہ کرتے ہیں بتوں کے سامنے جھکنا، منت مانگنا، قربانی کرنا، وہ اس لیے کہ ان اعمال کے ذریعے وہ اللہ کے قریب ہو جائیں،** مشرکین مکہ بھی یہی کرتے تھے۔

اسی لیے ان کو کیا کہا گیا معلوم ! **مشرک**، اور قیامت تک ہم انہیں مشرک ہی کہتے رہیں گے، تو اندازہ لگائیے شرک کتنی خطرناک چیز ہے، ہمیں اس سے بچنا ہے تاکہ ہم جہنم سے آزادی پائیں اور جنت میں داخل ہو جائیں۔

صحیح مسلم کی روایت ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

**جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کردی [مسلم : 142]**

مطلب جو شخص خالص دل سے، جانتے بوجھتے، سمجھتے ہوئے یہ گواہی دے دیں، ورنہ خالی لفظاً تو میں نے اور آپ سب نے یہ کلمہ ہزاروں لاکھوں بار پڑھا ہے لیکن کیا ہم نے اس کا معنیٰ سمجھا؟، لہٰذا اس کو اخلاص کے ساتھ ادا کریں اور سچے دل کے ساتھ ایک مرتبہ بھی یہ کہہ دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم حرام قرار دے دیتا ہے۔

یہ ایک واحد کلمہ ہے جس کلمے کو سچے دل سے ادا کر کے ایک انسان اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا سکتا ہے اور وہ کلمہ ہے: **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس کو خالص دل سے کہنا ہے۔

**اب خالص دل سے کہنے کا کیا معنیٰ ہے؟** کیونکہ جب یہ کہہ رہے ہیں تو اس کا معنیٰ بھی سمجھنا ہے، کیونکہ ہم سب **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے کے بعد بھی شرک کر رہے ہیں، اب مسلمان کیسے کیسے شرک کرتے ہیں مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے، ہم بہت تفصیل میں ایک ایک شرک جو اس وقت امت مسلمہ کر رہی ہیں وہ پڑھ چکے ہیں، تو لہٰذا ہمیں اپنے آپ کو شرک سے بچانا ہے اور توحید پر قائم رہنا ہے۔

مستدرک الحاکم کی روایت میں عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

میں ایک کلمہ جانتا ہوں جس کو اگر کوئی بندہ سچے دل کے ساتھ پڑھے، پھر اس پر اس کو موت آجائے تو اللہ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دے گا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کلمہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله

[المستدرک الحاکم: 1298]

تو پتہ یہ چلا کہ کلمہ توحید وہ کلمہ ہے جس کو ادا کر کے ہم جہنم سے نجات پا سکتے ہیں، اپنے آپ کو جہنم سے بچا سکتے ہیں، یہ بڑی اہم چیز ہے اور یہی اسلام کا اصل پیغام ہے۔

ایک انسان کتنی بھی نمازیں پڑھ لے، کتنے ہی روزے رکھ لے، کتنے ہی حج کر لے، خوب دعائیں مانگے، خوب استغفار کرے اور سب کچھ کرے لیکن توحید صحیح نہ ہو تو اللہ اس کے بغیر کوئی چیز قبول ہی نہیں کرتا۔

گویا کہ اللہ کے حضور ہمیں کوئی اعمال قبول کرانا ہے تو پہلے توحید کو صحیح کرنا ہے، یہ صحیح ہو جائے تو پھر ایک ذرّہ برابر بھی عمل کا بھی بہترین بدلہ ملے گا اور اگر اللہ نہ کرے توحید صحیح ہونے کے بعد بھی خطائیں، غلطیاں، لغزشیں یا گناہ ہو جائیں تو مغفرت کے اور معافی کے مواقع ہیں، لیکن اگر توحید میں ہی گڑبڑ ہو تو پھر کوئی چانس (Chance) نہیں۔

اوپر دونوں حدیثوں میں یہی بات ہے کہ جہنم سے نجات پانے کے لیے ایک کلمہ ہے، لَا اِلٰهَ اِلَّا الله

تیسری روایت کے الفاظ ایسے ہیں کہ:

نبی اکرم ﷺ کے سامنے کسی کا ذکر کیا گیا تو اس پر کسی دوسرے نے کہہ دیا کہ وہ تو منافق ہے نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ایسا مت کہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله کہا ہے اور اس کا

**مقصد خالص اللہ کی رضامندی حاصل کرنا ہے اور پھر فرمایا: اللہ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد خالص اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو دوزخ کی آگ حرام کر دی ہے [بخاری : 425]**

مطلب یہ ھیکہ آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ جو سچے دل سے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ** پڑھتا ہے تو جہنم کی آگ اس پر حرام قرار دی جاتی ہے، لہٰذا توحید سب سے اہم ہے، اس کو ہمیں سمجھنا ہے، اس پر زندگی بھر قائم رہنا اور اسی پر موت آنے کی توقع اور دعا کرنا ہے اس کے علاوہ ہم اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شرک نہ کریں اور اس کو ہمیشہ ایک مانتے رہیں، یہی تمام انبیاء کی دعوت تھی۔

حتیٰ کہ آپ ﷺ کے زمانے میں یہود و نصاریٰ تھے جو شرک کرتے تھے تو اللہ نے فرمایا:

**کیا یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ [سورۃ بقرہ 2 : 133]**

ایک باپ جو کہ نبی ہے، جس کی اولاد میں انبیاء ہیں، وہ اپنی اولاد کو بلا کر کہہ رہا ہے کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟، یعقوب علیہ السلام وصیت کر رہے ہیں۔

**تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباواجداد ابرہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کے معبود کی عبادت کرینگے [سورۃ بقرہ 2 : 133]**

وہ بچے وعدہ کر رہے ہیں کہ ہم اللہ کی عبادت کریں گے، اس سے ایک اور بات پتہ چلی کہ جو باپ اپنے بچوں کے لیے ایک اصل سرمایہ چھوڑ کے جاسکتا ہے وہ **توحید** ہے، اسی لیے اس کے بارے میں سوال ہو رہا ہے کہ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟۔

ہمارے جیسا کوئی انسان ہوگا تو مرنے سے پہلے کیا بولے گا: **یہ پلاٹ تمہارا ہے، وہ تمہارا ہے، تم میرے مرنے کے بعد جانوروں کے جیسا لڑو مت وراثت کے لیے**، ہم یہ سب وصیتیں کرتے ہیں، لیکن اصل وصیت، اصل سرمایہ جو ایک باپ چھوڑ کر جاتا رہا ہے جس کی وصیت آنے والی نسلوں کو کرنا چاہیے جو زندگی میں بھی کرے گا اور موت کے وقت بھی کرے گا وہ **توحید** ہے۔

لہٰذا توحید بڑی اہم چیز ہے اور اسی پر خاتمہ ہونا چاہیے، یہی مومن کی جمع پونجی ہے، یہی دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے، آخرت میں چلنے والی کرنسی ہے، جہنم سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کا طریقہ ہے اور وہ ہے **لَا اِلٰهَ اِلَّا الله**، اس کو سچے دل سے مانیں اور اسی پر ہماری زندگی گزر جائے۔

صحیح مسلم کی روایت میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

**جس شخص کو موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص کو موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا تھا وہ جہنم میں داخل ہوگا** [مسلم : 269]

پتہ یہ چلا کہ دنیا کے اندر اگر مجھ سے اور آپ سے شرک ہوا ہے تو ہم توبہ کر سکتے ہیں، اس لیے کہ موت اصل ہے، خاتمہ ایمان پر ہونا چاہیے، اسی لیے شریعت میں حسنِ خاتمہ کی بہت اہمیت ہے۔

بہت سارے لوگ آج کے حالات دیکھ کر کہتے ہیں کہ **یہ تو جنت یا جہنم میں جائے گا، یہ تو نیک ہے، یہ تو گناہگار ہے**، یہ ہم نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس کو موت کس حالت میں آئی وہ اہم چیز ہے اور ہو سکتا ہے کہ انسان نے ساری زندگی آپ کے سامنے شرک کیا ہو اور آخری وقت اللہ رب العزت نے اس کو توبہ نصیب کر دی ہو،

اسی لیے علماء لکھتے ہیں کہ **شخصی طور سے نام لے کر کسی ایک کافر پر لعنت بھیجنا یا جہنمی کہنا درست نہیں ہے** [تفسیر قرطبی سورۃ بقرہ 161 : 2]

آپ عام طور سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسا کرنے والے جہنم میں جائیں گے، لیکن شخصی طور سے نہیں بولنا چاہیے کیونکہ پتہ چلا اس کی تقدیر غالب آگئی اور اس نے ایمان لایا آخری وقت میں، لیکن آپ نے تو اس کو جہنمی کہہ دیا تھا، تو بات آپ کی طرف پلٹ کر آئے گی، اور ہم نے دیکھا نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں، اس کے بعد کے دور میں، آج بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ لوگ آخری وقت میں یا خاتمے سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسلام قبول کر لیتے ہیں، یا گناہگار توبہ کر لیتا ہے اور آخرت میں درجات بلند کرا لیتا ہے اور بولنے والے دنیا کے اندر بولتے ہی رہ جاتے ہیں اور وہ کامیابی کے ساتھ چلا جاتا ہے، تو لہٰذا بولنے میں احتیاط کرنا چاہیے۔

لہٰذا زندگی میں کسی بھی قسم کا شرک ہوا ہو، چاہے کھلا شرک ہو، چھپا شرک ہو، شرکِ اکبر ہو، شرکِ اصغر ہو، بس سچی توبہ کر لو، **یہی کہ اب میں نہیں کروں گا، مجھ سے یہ ہوا تھا** اور اللہ سے ہمیشہ دعا کرنا چاہیے کہ اللہ مجھے اور میری آل و اولاد کو شرک جیسی نحوست سے، خباثت سے محفوظ رکھے، چونکہ یہ وہ بیماری ہے جو جہنم میں لے جاتی ہے، اس پر خاتمہ ہو تو انسان کبھی کامیابی نہیں پا سکتا۔

اور اللہ رب العزت نے اس بات کا اعلان قرآن میں یوں کر دیا:

**اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ** [سورۃ نساء 48 : 4]

**یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے**

تو پتہ چلا شرک کے علاوہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور معافی کے دو طریقے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ توحید پر ہیں تو سیدھے جنت ملے گی، نہیں! ایسا نہیں ہے،

بہت سارے مسلمان توحید پر آنے کے بعد یہ سوچتے ہیں: **نماز نہیں پڑھی تو کیا ہوا، زکوٰۃ نہیں دی تو کیا ہوا، یہ تو چھوٹا گناہ ہے، بڑے گناہ سے تو میں بچ رہا ہوں نا،** تو یاد رکھیے

معافی کے دو طریقے ہیں:

**پہلا طریقہ:** اللہ اپنے فضل جود و کرم سے سارے گناہ معاف کر کے جنت میں ڈال دے، یہ ایک طریقہ ہے۔

**دوسرا طریقہ:** اللہ پہلے جہنم میں ڈالے گا، جہنم میں ڈالنے کے بعد گناہوں کی سزا دے گا پھر بالآخر (Ultimately) جنت میں جائے گا،

لیکن وہ تھوڑے دن بھی جہنم میں رہنا کوئی مذاق نہیں ہے!، لہٰذا ہم اگر ایمان لائیں اور توحید پر ہیں تو نیکی میں اور زیادہ آگے بڑھنا چاہیے تاکہ کبھی ہم جہنم کی صورت ہی نہ دیکھیں۔

دوسری جگہ اللہ نے فرمایا:

**اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ** [سورۃ مائدہ 72 : 5]

**یقین مانو جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا**

تو یہاں بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرے اور مر جائے تو اللہ نے اس پر جنت کو حرام قرار دیا اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے، جہنم سے بچنے کا پہلا سبب، پہلا عمل، پہلا کام جو مجھے اور آپ کو کرنا ہے وہ توحید پر چلنا ہے جس سے مجھے اور آپ کو نجات مل جائے گی اور اگر توحید صحیح نہیں رہی تو پھر سمجھ لیجیے بیڑا غرق ہو گیا، چاہے انسان نے کتنے ہی نیک اعمال کیے ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے پوچھا:

اے اللہ کے رسول! عبداللہ بن جدعان جاہلیت کے دور میں صلہ رحمی کرتا تھا اور محتاجوں کو کھانا کھلاتا تھا، تو کیا یہ عمل اس کے لیے فائدہ مند ہو گا؟ آپ نے فرمایا: یہ اسے فائدہ نہیں پہنچائیں گے، (کیونکہ) اس نے کسی ایک دن یہ نہیں کہا: اے میرے رب! حساب و کتاب کے دن میری خطائیں معاف فرما [مسلم : 518]

اب عبداللہ بن جدعان کا تھوڑا سا بیک گراؤنڈ (Background) جان لیتے ہیں جس کے بارے میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول سے سوال کر رہی ہیں، عبداللہ بن جدعان کو دورِ جہالت میں ایک خزانہ مل گیا تھا، اس میں یہ خصوصیت تھی کہ خرچ کرنے کا جذبہ بھی تھا، جب لوگ آتے تھے تو ان کو کھانا کھلاتا تھا، پانی پلاتا تھا، صدقات اور خیرات کرتا تھا اور بہت سارے نیکیوں کے کام کرتا تھا، ماں عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے بارے میں سوال کر رہی ہیں: اب اس کا کیا ہو گا؟ اس کی نیکیوں کا کیا ہو گا جو اس نے کمائی ہیں؟ کیا وہ قبول ہوں گی یا نہیں ہوں گی؟، تو ایسی شخصیت جو نیکی پہ نیکی کرتے چلی جا رہی ہے، کھانا کھلا رہی ہے، پانی پلا رہی ہے، مال خرچ کر رہی ہے لیکن یہ پھر بھی جنت میں نہیں جائے گا، وجہ؟ توحید پر نہیں تھا، کبھی رب سے توبہ بھی نہیں کی، مطلب گناہوں کی معافی نہیں مانگی، اس لیے جنت میں نہیں جائے گا، اس بات کو آپ سمجھ رہے ہیں؟ توحید کتنی اہم چیز ہے؟ یہ بڑی اہم چیز ہے یاد رکھیے۔

نبی اکرم ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہاں ابو جہل بھی بیٹھا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چچا! کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ ایک مرتبہ کہہ دو، اللہ کی بارگاہ میں (آپ کی بخشش کے لیے) ایک یہی دلیل میرے

ہاتھ آ جائے گی، اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابو طالب ! کیا عبدالمطلب کے دین سے تم پھر جاؤ گے ! یہ دونوں ان ہی پر زور دیتے رہے اور آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا، وہ یہ تھا کہ میں عبدالمطلب کے دین پر قائم ہوں، پھر نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے لیے اس وقت تک مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک مجھے اس سے منع نہ کر دیا جائے گا [بخاری : 3884]

تو اللہ رب العزت نے آیت نازل کی:

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ [سورۂ قصص 56 : 28]

آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے

وہ اسی حالت میں دنیا سے چلے گئے، حدیث میں آتا ہے:

ابو طالب کو دوزخیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب ہو گا، وہ دو جوتیاں پہن رکھے ہوں گے جن سے ان کا دماغ کھولے گا [مسلم : 515]

وہ چچا جس نے اتنی محبت کی، اتنا ساتھ دیا، اتنی مدد کی، اتنا سپورٹ (Support) کیا کہ آخری وقت تک کھڑے رہے، وہ بھی جہنم میں جائیں گے، بس جہنم کا عذاب ان کے لیے ہلکا کیا جائے گا کیونکہ توحید کے بغیر کسی کو نجات نہیں ہے، اتنی نیکیاں کرنے کے بعد بھی عبداللہ بن جدعان کو نجات نہیں ہے اور نبی ﷺ کے چچا ہونے کے بعد بھی نجات نہیں ہے، نوح علیہ السلام کی بیوی کو بھی نجات نہیں ہے، نوح علیہ السلام کے بیٹے کو بھی نجات نہیں ہے کیونکہ وہ ایمان نہیں لایا تھا! لوط علیہ السلام کی بیوی کو بھی نجات نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام کے والد کو بھی بخشا نہیں جائے گا، کیوں نہیں بخشا جائے گا؟ اس لیے کہ ایمان نہیں لائے، توحید پر نہیں تھے، توحید بڑی اہم چیز ہے ایمان کا پہلا جز ہے، اگر توحید لا لے تو نجات پا لے گا۔

ایک چرواہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں اور کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تم صرف اللہ کی عبادت کرو، اس نے پوچھا: اگر میں یہ مان لوں، تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے جنّت ہے، اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا، پھر وہ جنگ میں شریک ہوا اور تیر لگنے سے شہید ہو گیا، جب اس کی لاش لائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اسے بہت خیر عطا فرمائی، یہ بغیر ایک سجدہ کیے (بغیر کوئی نماز پڑھے) جنّت میں داخل ہو گیا [دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 4، صفحہ نمبر 222-223]

تو وہ آدمی جنت چلا گیا، کس بیسس (Basis) پر جنت گیا؟ عبداللہ بن جدعان کے جیسی کوئی نیکی نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ کے چچا اور رشتہ داروں کے جیسا کوئی نبی ﷺ کے ساتھ کوئی حسنِ سلوک نہیں کیا، صرف اس نے بیسک (Basic) چیز لے لی تھی وہ تھی **توحید**! لٰہذا وہ بغیر کسی دوسرے اعمال کے جنت چلا گیا! ان واقعات سے پتہ چلا کہ توحید اصل ہے! رشتہ داری اصل نہیں ہے، مال خرچ کرنا اصل نہیں ہے، اصل ہے توحید، اسکے بعد رشتہ داریوں کو نبھانا، اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا ہے اور صحابہ کی ساری کوششیں توحید کے لیے تھیں، آج افسوس کی بات ہے، ہمارے پاس توحید پر کوئی زیادہ زور نہیں دیتے، کہتے ہیں کہ **ہاں ٹھیک ہے، اچھی بات ہے، نماز پڑھو، روزہ رکھو!** پہلی بات توحید ہے، توحید کے بعد نماز، روزہ، زکٰوۃ، اور حج ہے۔

صحابہ نے اسی کے لیے قربانیاں دی، **بلال رضی اللہ عنہ کو ان کا مالک زمین پر لٹا دیتا ہے، آپ غلام ہیں، اور لٹا کے سینے پر پتھر رکھ دیتا ہے اور پیچھے ریت گرم ہے، تو بلال رضی اللہ عنہ اس وقت کیا کہتے ہیں: اَحَد! اَحَد!** [الرحیق المختوم صفحہ نمبر 128-129]

**اَحَد** کیا ہے؟ توحید! ایک کیوں کہہ رہے ہیں؟ چونکہ وہ انیک کو مان رہے تھے، وہ شرک کر رہے تھے، تو بلال کیا کر رہے ہیں؟ **اَحَد**! مطلب اللہ کو ایک ماننا جبکہ وہ سینکڑوں معبودوں کی عبادت کرتے تھے، اللہ کے رسول آئے توحید کی دعوت دی، مطلب سب کو چھوڑ کر ایک معبود کی طرف بلایا، تو وہ کہہ رہے تھے **اَحَد**! اسی کے لیے قربانی دی، یہ سب سے اہم چیز ہے، نبی اکرم ﷺ نے 13 سال تک صرف اور صرف ایک اللہ کی طرف بلایا، توحید سب سے مضبوط ہونی چاہیے، اس کے بعد باقی اعمال قبول ہوں گے جیسے روزہ، نماز، زکوٰۃ اور حج، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں نماز، روزے، اور زکوٰۃ کی اہمیت کم ہے، نہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں! میں کہہ رہا ہوں یہ توحید چابی ہے، اس کو کھولنے کے بعد اندر ساری الماری کی نعمتیں آپ کو ملیں گی! چابی نہیں ہے تو پھر ساری نعمتیں صرف دیکھتے رہوگے، ملنے والی کچھ نہیں ہے! تو یہ چابی (Key) ہے، یہ کھولے گی جنت کا دروازہ، یہ بند کرے گی جہنم کا دروازہ، یہ کھولے گی جنت کے راستے، یہ کھولے گی دنیا میں عزت کے، عظمت کے، بلندی کے، کامیابی کے راستے، یہ کھولے گی آخرت میں نجات کے، جہنم سے بچنے کے، جنت میں اونچے سے اونچا مقام پانے کے راستے۔

اس کو بڑی اہمیت دیجیے، ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو جائے، اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں اور توحید پر ہم قائم رہیں اور یہ کام دراصل ماؤں کا ہے! جو اپنے نونہالوں کو اپنی گود سے یہ تعلیم دیں، وہ ماں پر اللہ رحم کرے کہ جب بچہ بڑا ہوتا ہے، ہمارے پاس ہوتا ہے، اپنے رب کا نام اس کو سکھاتی ہے، اللہ اس ماں پر رحم کرے جو اپنی اطاعت و فرمابرداری سے پہلے اللہ کی اطاعت و فرمابرداری بچے کو دیتی ہے کہ تمہارا اصل یہ ہے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو، اس کی فرمابرداری کروں، آپ کہیں گے کہ **اتنے چھوٹے بچے کو کیسے تعلیم دیں گے**؟ یاد رکھیے بچہ سنتا ہے، بچہ سمجھتا بھی ہے، جو بات آپ بولتی ہیں

انہی چیزوں کو اہمیت بھی دیتا ہے، کیونکہ وہ ایک Recorder کے جیسا ہوتا ہے، ابھی وہ سب سن رہا ہے، بعد میں عمل کرے گا، بعد میں سمجھے گا، اللہ اس ماں پر بھی رحم کرے جو اللہ کی وحدانیت اپنے بچوں کو سکھاتی ہے کہ بیٹا تمہارے والد جو کماتے ہیں یہ اللہ کی دی ہوئی روزی ہے وہ ہی رزاق ہے، اور یہ دیکھو جھاڑ، پرند، چرند جو ہیں، یہ سب اللہ رب العزت نے بنائے ہیں جو انسانوں کے لیے سہولتیں ہیں، وہ بچہ دیکھے اللہ کی وحدانیت، اللہ کا رازق ہونا، اللہ کا رب ہونا اس کو سمجھے گا، اللہ اس ماں پر رحم کرے جو کہتی ہے، **بیٹا ہم سے گناہ ہو جاتے ہیں تو اللہ سے معافی مانگو**، آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ بچوں کو دوسروں سے معافی مانگنا سکھاتے ہیں، **چلو Uncle کو Sorry بولو!**، تو اللہ سے معافی مانگنا کیوں نہیں سکھاتے، لہٰذا ہم اپنے بچوں کو اللہ سے معافی طلب کرنا سکھائیں۔

نیز اللہ رحم کرے اس والد پر جو اپنے بچوں کو اصل توحید سکھانے کی کوشش کرتے ہیں، بچپن سے ان کی تربیت کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی آل و اولاد اور نسلیں توحید پر قائم رہیں اور توحید پر دنیا سے جائیں، یہ بڑی چیز ہے یہ بڑی کامیابی ہے، جہنم سے بچنے کا پہلا پوائنٹ (Point) ہی آج ہم نے لیا ہے، وہ ہے **توحید**، یہ اہم تھا، اس لیے ہم نے اس کو تفصیلاً لیا، چونکہ یہ چابی ہے، یہ اسٹارٹ (Start) ہے، یہ بنیاد ہے، یہ نہ ہو تو پھر کچھ نہیں ہوتا، لہٰذا باقی چیزوں کو بہت اہمیت بھی دے دیں، آدمی زندگی بھر نمازی رہے، صدقہ کرتا رہے، لیکن ایمان نہ لائے تو پھر کیا فائدہ ہوگا؟ لہٰذا یہ خاص (Important) تھا، یہ سب سے پہلا کام کرنا ہے ہمیں جہنم سے بچنے کے لیے، یعنی توحید پر قائم رہنا ہے اور دوسرا کام شرک سے بچنا ہے، تو ان شاءاللہ جہنم سے بچ جائیں گے اور ان شاءاللہ العزیز ہم جنت میں داخل ہوں گے، اور یہی اصل کامیابی ہے۔

دوسرا خطبہ　　31 جولائی 2026 / ۱۶ صفر ۱۴۴۸ھ

## پوائنٹ نمبر 2: اخلاص

یہاں ہم دوسرا نکتہ، دوسرا پوائنٹ دیکھتے ہیں یہ توحید کے بعد جہنم سے نجات دلانے والے اعمال میں دوسرا سب سے اہم پوائنٹ ہے اور وہ ہے **اخلاص**

**اخلاص کیا ہے؟** ہر عبادت کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سرِ انجام دینا اور دنیاوی دکھاوا، ریاکاری سے بچنا یا دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کی نیت سے بچنا، یعنی میں جو بھی کروں وہ خالص اللہ کے لیے کروں، اس میں نہ نام ہو، نہ نمود ہو، نہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی پہچانے، نہ میں چاہتا ہوں کہ اس کا مجھے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل ہو، یاد رکھیے عمل کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، اگر خالص اللہ کے لیے کیا گیا ہے تو اس نے لوگوں کو نجات دلا دی، لہٰذا جو اعمال خالصتاً اللہ کے لیے کیے گئے ہیں ان کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

اخلاص وہ عمل ہے جس سے دنیا میں اگر کوئی بڑی مصیبت آ جائے تو وہ ٹلنے کا بھی ذریعہ ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی امت کے تین آدمی کہی سفر میں جا رہے تھے، رات ہونے پر رات گزارنے کے لیے انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی اور اس میں اندر داخل ہو گئے، اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا، سب نے کہا کہ اب اس غار سے تمہیں کوئی چیز نکالنے والی نہیں، سوا اس کے کہ تم سب، اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، اس پر ان میں سے ایک شخص نے اپنی دعا شروع کی کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے

تھے اور میں روزانہ ان سے پہلے گھر میں کسی کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا، نہ اپنے بال بچوں کو، اور نہ اپنے غلام وغیرہ کو، ایک دن مجھے ایک چیز کی تلاش میں رات ہو گئی اور جب میں گھر واپس ہوا تو وہ (میرے ماں باپ) سو چکے تھے، پھر میں نے ان کے لیے شام کا دودھ نکالا، جب ان کے پاس لایا تو وہ سوئے ہوئے تھے، مجھے یہ بات ہر گز اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے اپنے بال بچوں یا اپنے کسی غلام کو دودھ پلاؤں، اس لیے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا، دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اب میرے ماں باپ جاگے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اس چٹان کی آفت کو ہم سے ہٹا دے، اس دعا کے نتیجہ میں وہ غار تھوڑا سا کھل گیا، مگر نکلنا اب بھی ممکن نہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر دوسرے نے دعا کی، اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، جو سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی، میں نے اس کے ساتھ برا کام کرنا چاہا، لیکن اس نے نہ مانا، اسی زمانہ میں ایک سال قحط پڑا، تو وہ میرے پاس آئی میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ خلوت میں مجھ سے برا کام کرائے، چنانچہ وہ راضی ہو گئی، اب میں اس پر قابو پا چکا تھا، لیکن اس نے کہا کہ تمہارے لیے میں جائز نہیں کرتی کہ اس مہر کو تم حق کے بغیر توڑو، یہ سن کر میں اپنے برے ارادے سے باز آ گیا اور وہاں سے چلا آیا، حالانکہ وہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھی اور میں نے اپنا دیا ہوا سونا بھی واپس نہیں لیا، اے اللہ! اگر یہ کام میں نے صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے، چنانچہ چٹان ذرا سی اور کھسکی، لیکن اب بھی اس سے باہر نہیں نکلا جا سکتا تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور تیسرے شخص نے دعا کی، اے اللہ! میں نے چند مزدور کئے تھے، پھر سب کو ان کی مزدوری پوری دے دی، مگر ایک مزدور ایسا نکلا کہ وہ اپنی مزدوری ہی

چھوڑ گیا، میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگادیا اور بہت کچھ نفع حاصل ہو گیا پھر کچھ دنوں کے بعد وہی مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دیدے، میں نے کہا یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے، اونٹ، گائے، بکری اور غلام یہ سب تمہاری مزدوری ہی ہے، وہ کہنے لگا اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق نہ کر، میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا، چنانچہ اس شخص نے سب کچھ لیا اور اپنے ساتھ لے گیا، ایک چیز بھی اس میں سے باقی نہیں چھوڑی، تو اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ تیری رضامندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے، چنانچہ وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ سب باہر نکل کر چلے گئے [بخاری : 2272]

تو پتہ چلا کہ جب اخلاص سے کوئی عمل کیا جاتا ہے تو دنیا میں بھی اس کا فائدہ ہوتا ہے اور آخرت میں تو یقیناً فائدہ ہوگا، یہ بات ہم سمجھ لیں کہ کسی بھی عمل کے قبول ہونے کے لیے تین Conditions، شرائط ہیں:

**پہلی شرط:** عمل کرنے والا توحید پر ہو،

**دوسری شرط:** اخلاص کے ساتھ عمل کرے،

**تیسری شرط** : سنت کے مطابق عمل کرے [اضواء المصابیح فی تحقیق مشکوٰۃ المصابیح (زبیر علی زئی) صفحہ نمبر 26]

تین شرائط پوری ہونگی تبھی عمل قبول ہوگا، ان میں سے ایک چیز بھی ختم ہو جائے گی تو وہ عمل بیکار ہو جائے گا، یعنی آدمی توحید پر بھی تھا سنت کے مطابق بھی عمل کیا ہو لیکن اخلاص سے خالی تھا تو عمل ضائع ہو گیا، انسان توحید پر نہیں تھا لیکن اخلاص سے کام کیا سنت کے مطابق عمل کیا تو بھی عمل ضائع ہو گیا کوئی فائدہ نہیں ملا، انسان توحید پر تھا اور اخلاص کے ساتھ کام کیا لیکن سنت کے مطابق نہیں کیا تو عمل ضائع، تینوں شرائط مل کر ایک عمل کو قبولیت تک پہنچاتے ہیں۔

اخلاص بڑی اہم چیز ہے، صحیح بخاری کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

**جو بندہ قیامت کے دن خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ لے کر آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کردے گا** [بخاری : 6938]

جس شخص نے خالص دل سے ایک مرتبہ بھی یہ کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے دور کردے گا، اس سے ایک مسئلہ یہ بھی پتہ چلا کہ کسی بھی عبادت کو اخلاص کے ساتھ کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے گا اور جو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ** کہے گا تو اللہ اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے دے گا۔

لہٰذا ہم جو بھی عمل کریں اخلاص کے ساتھ کریں، اخلاص یہ لفظ بہت Common ہے جو عام زندگی میں بولا جاتا ہے، جیسے خالص دودھ مطلب Pure Milk اور خالص سونا مطلب Pure Gold، یعنی اس میں کوئی ملاوٹ نہیں ہے، تو اخلاص کے ساتھ کوئی عمل کا معنیٰ ہو اللہ کے علاوہ کسی اور کی رضا یا کوئی دنیاوی فائدہ اس میں بالکل شامل نہ ہو، لیکن یہاں ایک بات بتادوں کہ اگر کوئی آپ کی تعریف کردے باوجود اسکے کہ آپ تعریف نہیں چاہتے، تو اللہ کے رسول نے اسے بشارت کہا ہے: **یہ مومن کے لیے فوری بشارت ہے** [مسلم : 6721]

مثال کے طور پر ایک انسان نے سڑک بنادی، پانی کا کنواں بنادیا اس نے نہیں چاہا تھا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو راضی کرنے کے لیے یہ کریں، لیکن لوگ کہہ رہے ہیں کہ بڑا اچھا کام کیا آپ نے راستے کو بنادیا، بڑا اچھا کام کیا پانی کا انتظام کردیا، بڑا اچھا کام کیا آپ نے مسجد بنادیا، بڑا اچھا کام کیا آپ نے سرائے بنادی جس میں غریب لوگ رہتے ہیں، تو یہ ریا میں نہیں ہے یہ اخلاص کے خلاف نہیں ہے، چونکہ وہ انسان نہیں چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔

لوگ کبھی کبھار آپ کی تعریف کریں اور آپ کو اس سے خوشی بھی ہوتی ہے تو یہ درست ہے،

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اچھا مجھ کو بتلاؤ تو وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کی مانند ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں نے دیکھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے جواب نہیں دیا تو مجھ کو ان بزرگوں کے سامنے کلام کرنا اچھا معلوم نہیں ہوا، جب ان لوگوں نے کچھ جواب نہیں دیا تو نبی کریم ﷺ نے خود ہی فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے، جب ہم اس مجلس سے کھڑے ہوئے تو میں نے اپنے والد عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: بابا جان! اللہ کی قسم! میرے دل میں آیا تھا کہ میں کہہ دوں وہ کھجور کا درخت ہے، انہوں نے کہا پھر تو نے کہہ کیوں نہ دیا، میں نے کہا آپ لوگوں نے کوئی بات نہیں کی میں نے آگے بڑھ کر بات کرنا مناسب نہ جانا تو انہوں نے کہا: اگر تو اس وقت کہہ دیتا تو مجھ کو بہت زیادہ خوشی ہوتی [بخاری : 4698]

تو یہاں پتہ چلا کسی چیز پر یا کسی کامیابی پر خوش ہونا یہ جائز ہے، یہ ریا میں شامل نہیں ہے، یعنی بیٹا اگر جواب دے دیتا تو باپ کو خوشی ہوتی تھی کہ اللہ کے رسول نے سوال کیا اور بیٹے نے جواب دیا، تو یہ ریا میں شامل نہیں ہے، یعنی لوگ آپ کی تعریف کر دیں اور آپ چاہتے نہیں ہیں یہاں آپ ریا میں شامل نہیں ہیں، چونکہ بہت سی بار جب اخلاص کی بات آتی ہے تو اس کے خلاف ہوتی ہے ریا اور توحید کے خلاف ہوتا ہے شرک، تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: ارے! میں یہ تو نہیں چاہتا ہو لیکن کسی نے لکھ دیا کہ فلاں صاحب نے فلاں چیز دی، میں تو بالکل بھی نہیں چاہ رہا تھا، تو پھر یقیناً اللہ آپ کو ریا میں شامل نہیں کرے گا اس کو سمجھیں، اخلاص کے الٹ ہوتا ہے ریا اور ریا کا

معنٰی ہوتا ہے دکھاوا، جو کہ خالص نیت کے خلاف ہوتا ہے چونکہ آپ نے کوئی کام کیا لیکن وہ دکھاوے کے لیے کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالٰی قیامت کے دن ریاکاروں سے فرمائے گا جبکہ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا کہ جنہیں دکھانے کے لئے دنیا میں تم اعمال کرتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا ان کے پاس اس کا کوئی بدلہ ہے [مسند احمد : 23630]

تو ریا کرنے والوں کا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ آخرت میں ان سے کہے گا: **جس کے لیے عمل کیا تھا، ان سے اس کا بدلہ لے! میرے پاس اس کا بدلہ نہیں ہے**، لہٰذا ہر عمل کو خالص نیت سے کرنا بہت ضروری ہے اور ریا کتنی خطرناک چیز ہے یہ بھی پتہ چلا۔

**نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:**

کیا میں تم کو ایسی چیز کے بارے میں نہ بتادوں جو میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پوشیدہ شرک ہے جو یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے، تو اپنی نماز کو صرف اس وجہ سے خوبصورتی سے ادا کرتا ہے کہ کوئی آدمی اسے دیکھ رہا ہے [ابن ماجہ : 4204]

دجال کے فتنے سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا، حتّٰی کہ نوح علیہ السلام نے بھی ڈرایا **دجال سے**، جو کس امت پر آنے والا ہے؟ **اس امت پر ہے، امتِ محمدیہ پر**، نوح علیہ السلام کتنے سال پہلے آئے تھے، اتنے سال پہلے انہوں نے ڈرا دیا کہ دجال آنے والا ہے۔

تو یہاں نبی ﷺ نے کیا کہا کہ **دجال سے بھی خطرناک ایک چیز ہے** اور وہ ہے **ریا** یعنی دکھاوے کے لیے کوئی کام کریں، اور جب پوچھا گیا: **شرکِ خفی** یعنی **چھپا ہوا شرک کیا ہے**؟ تو کہا **ریا**،

تو پتہ چلا ریا **شرکِ خفی** ہے، **چھپا ہوا شرک** ہے، چونکہ اس میں آپ Intentionally کسی اور کو شامل کر لیتے ہیں کہ وہ آپ کو دیکھے اور تعریف کرے، ! نتیجتاً آپ نے اللہ کے ساتھ شرک کر دیا، جبکہ کوئی بھی عمل چھوٹا ہو یا بڑا ہو، خالصتاً صرف کس کے لیے کرنا چاہیے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے، لیکن شرکِ خفی کے اندر یہ بات آپ یاد رکھیے کہ جس عمل میں انسان شرکِ خفی کرے گا تو وہ عمل ضائع ہو جائے گا، اگر اللہ کے ساتھ شرک کریں گے تو پورے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، یہاں اتنا عمل ہی اس کا ضائع ہو گا تو جلدی توبہ کرلے، ان شاء اللہ العزیز معاملات صحیح ہو جائیں گے۔

**شرکِ خفی** یا **ریا** بہت خطرناک چیز ہے، یہاں ایک حدیث رکھوں گا، ذرا لمبی حدیث ہے لیکن اہم ہے، اس لیے رکھ رہا ہوں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے روز سب سے پہلا شخص جس کے خلاف فیصلہ آئے گا، وہ ہو گا جسے شہید کر دیا گیا، اسے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت کی پہچان کرائے گا تو وہ اسے پہچان لے گا، وہ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں لڑائی کی حتیٰ کہ مجھے شہید کر دیا گیا، اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا، تم اس لیے لڑے تھے کہ کہا جائے: یہ (شخص) شہید ہے، اور یہی کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اس آدمی کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا اور وہ آدمی جس نے علم پڑھا، پڑھایا اور قرآن کی قراءت کی، اسے پیش کیا جائے گا، (اللہ تعالیٰ) اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان کر لے گا، وہ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم پڑھا اور پڑھایا اور تیری خاطر قرآن کی قراءت کی، (اللہ) فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، تو نے اس لیے علم پڑھا کہ کہا جائے عالم ہے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ کہا جائے: یہ قاری ہے، وہ کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے منہ کے بل

گھسیٹا جائے گا حتی کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا، اور وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت کی اور ہر قسم کا مال عطا کیا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا، اللہ فرمائے گا: تم نے ان میں کیا کیا؟ کہے گا: میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تمہیں پسند ہے کہ مال خرچ کیا جائے مگر ہر ایسی راہ میں خرچ کیا، اللہ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے (یہ سب) اس لیے کیا تا کہ کہا جائے، وہ سخی ہے، ایسا ہی کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا [مسلم : 4923]

جہنم میں پھینکے جانے کے کئی طریقے ہیں جو قرآن اور سنت میں آتے ہیں، جس شخص کو اس کے بال پکڑ کر منہ کے بل گھسیٹ کر پھینک دیا جائے، یہ جہنم میں ڈالے جانے کا سب سے بدترین طریقہ ہے، جہنم میں اوپر سے بھی لوگ پھینکے جائیں گے، گھٹنوں کے بل دھکا دے کر پھینکا جائے گا، جان سے بڑی کیا چیز ہو سکتی ہے جو انسان اللہ کی راہ میں دے، **بتایئے**؟ اگر آپ کو کوئی پکڑ لے اور کہے کہ **بھائی سارا مال دے دو تو چھوڑ دوں گا**، تو آپ بولیں گے **سارا مال لے لو بس مجھے چھوڑ دو**، چونکہ میری جان بچ جائے مال بعد میں کما لونگا، اس نے تو جان ہی دے دی! اب اس انسان کے پاس کیا بچے گا؟ کیونکہ اس نے اپنی جان دی، لیکن یہ جان دینا بھی اس کے کچھ کام نہیں آیا، **کیوں**؟ کیونکہ اس نے جان اس لیے دی تھی کہ نام ہو کہ **فلاں شخص بڑا بہادر ہے، فلاں شخص شہید ہے، فلاں کا خاندان شہیدوں کا خاندان ہے**، تو آخرت میں اسے کچھ نہیں ملے گا۔

دیکھیے! لوگ کسی کو **شہید، عالم و قاری** کہہ دیں، تو وہ الگ بات ہے لیکن اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے اس نام سے پکارا جائیں، اسکی تعریف ہو تو وہ Problem ہے، لوگوں کا کہنا Problem نہیں ہے، اس کا امید کرنا Problem ہے۔

لٰہذا یہ وہ تین لوگ ہیں جن سے جہنم دہکائی جائےگی ،ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں ہر قسم کی ریا سے، اس لیے کہ کتنی خطرناک چیز ہے، جان دے دی، مال خرچ کر دیا، علم، ہنر اور عقل کی صلاحیتیں کھپا دیں، لیکن نیت میں خلل تھا، اخلاص کے ساتھ نہیں کیا تھا لوگوں کو دکھانا مقصد تھا، جہنم کا ایندھن بن گئے، کتنی خطرناک بات ہے نا۔

اخلاص کے خلاف ریا ہے، ہم کوشش کریں ریا سے بچیں، اپنی نیتوں کو خالص کریں، اگر میں نے کوئی کام شروع کرلیا تھا نیت میں گڑبڑ ہو رہی ہے تو رک جاؤ بھی،

کیونکہ علماء لکھتے ہیں کہ اگر مثال کے طور پر **میں کام کرنا چاہ رہا ہوں، شیطان نے ذہن میں بات ڈال دی، تو پھر وہ عمل کو روک دینا چاہیے، پھر جب نیت کی اصلاح ہو جائے، تھوڑے دن بعد پھر سے وہ عمل کو Continue کرنا چاہیے** [مجموع فتاویٰ ابن عثیمین جلد نمبر 2 ، صفحہ نمبر 206-207]

ہم پھر سے اس عمل کو شروع کریں گے اور جو پچھلا کر چکے ہیں، اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، اللہ سے توبہ کریں، ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ توبہ کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، بس موت آنے سے پہلے نزع (موت کے وقت ایک آواز گلے سے آتی ہے) کی کیفیت سے پہلے یا قیامت کی کوئی بڑی علامت آنے سے پہلے توبہ قبول ہوتی ہے [تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم جلد نمبر 7، صفحہ نمبر 623-624]

تو بس توبہ کرلیں، ان شاءاللہ العزیز اللہ تعالیٰ کو ہم بخشنے والا اور بڑا رحم کرنے والا پائیں گے۔

لٰہذا اخلاص کے ساتھ کیا گیا کام جہنم سے آڑ بنے گا، جہنم سے نجات کا ذریعہ اور جنت میں جانے کا ذریعہ بنے گا۔

## پوائنٹ نمبر3: دعا

تیسرا کام جو جہنم سے بچنے کا سبب بنے گا وہ **دعا** ہے، دعا بڑی اہم چیز ہے، دعا کو ہم لوگ کبھی کبھار ایسا سمجھتے ہیں کہ یہ Spare Wheel ہے، گاڑی میں جو Stepney یعنی Extra Tyre ہوتا ہے جو ضرورت پڑنے پر لگایا جاتا ہے، لیکن دعا Stepney نہیں ہے یہ Steering Wheel ہے، اس کو ہاتھ لگائے بغیر گاڑی نہیں چلتی، دعا سب سے خاص (Most Important) چیز ہے، ہر عمل سے پہلے دعا، عمل کے بیچ میں دعا، عمل کے بعد دعا، دعاؤں کا ایک سلسلہ جاری رکھنا چاہیے، کیونکہ ویسے تو ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن اس کی شکلیں الگ الگ ہوتی ہیں،

**یا تو جو مانگا وہ مل جاتا ہے، یا جو مانگا وہ نہیں ملتا تو اللہ کوئی مصیبت اس کے بدلے ٹال دیتا ہے، یا آخرت میں اس کے بدلے اجر دے دیتا ہے** [الأدب المفرد : 710]

تو ہر دعا قبول ہوتی ہے، کوئی دعا کبھی خالی نہیں جاتی ہے، کثرت سے دعائیں کریں، دعاؤں کے مخصوص اوقات بھی ہوتے ہیں جب ہمیں دعائیں کرنا چاہیے، دعاؤں کا ایک معمول اور سلسلے وار رکھنا چاہیے، دعا کے آداب بھی ہوتے ہیں، کبھی کبھار دعا کے آداب ادا نہ بھی ہوں تو آپ دعا کر سکتے ہیں۔

دعا کے ادب میں ہے کہ **قبلہ رخ ہونا، ہاتھوں کو اٹھانا**، ہاتھوں کو نہ بھی اٹھائیں تو دل میں آپ کبھی بھی کر سکتے ہیں، اس کے لیے کوئی شرط نہیں ہے، یہ دعائیں مومن کا اسلحہ ہے، **اسلحہ** کا معنی ہوتا ہے **ہتھیار**، تو یہ مومن کا اسلحہ ہے مطلب **Weapon of the Believer** ہے۔

دعا کے ساتھ ہمیشہ کوششیں لگی ہوئی ہو، مومنوں کے تعلق سے اللہ قرآن میں بیان کرتا ہے:

**وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا** [سورۂ فرقان 65-65 : 25]

**اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم سے دوزخ کا عذاب پرے ہی پرے رکھ، کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے بے شک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے**

تو لہٰذا یہ مومنوں کی صفت ہے کہ وہ دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھ، جہنم کی آگ کو ہم سے دور رکھ۔

صحیح الجامع کی ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

**جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے، تو جنت کہتی ہے: اے اللہ! اس کو مجھ میں بھیج دے اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے، تو جہنم کہتی ہے: اے اللہ! اس کو مجھ سے دور کردے** [صحیح الجامع الصغیر : 6275]

ہمیں چاہیے کہ ہم کثرت سے اللہ سے جنت مانگیں اور جہنم سے پناہ مانگیں،

جیسے **اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ**، ایک بار پڑھے یا عام طور سے آپ تین بار بھی پڑھ سکتے ہیں، جیسے **اَللّٰهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ. اَللّٰهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنَا مِنَ النَّارِ**، تین بار ہے۔

یہ دعائیں ہم نے کثرت سے کرنا چاہیے اور بھی کئی دعائیں ہیں جو نبی اکرم ﷺ جنت میں داخلے کے لیے اور جہنم سے نجات کے لیے مانگا کرتے تھے، ان دعاؤں کو آپ پڑھیں، **سعید بن علی بن وہف القحطانی** کی ایک بڑی مشہور کتاب ہے **حصن المسلم** ، اس میں بہت اچھے انداز میں مستند ثابت شدہ دعائیں موجود ہیں، چاہے وہ نماز کی ہو، نماز سے پہلے کی ہو، نماز کے بعد کی ہو یا عام زندگی کی ہو،

ساری دعائیں انہوں نے باب باندھ کر کتاب میں شامل کی ہیں جیسے گھر سے نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، آپ کے جیب کے حساب سے (Pocket Size) بھی بنائی ہوئی ہے تاکہ دعائیں یاد نہ بھی ہو تو آپ کے لیے کتاب کھول کر پڑھنا بہت آسان ہے۔

دعا کی ایک خصوصیت ہے کہ یہ ایک ایسی عبادت ہے اس کو وضو کی بھی ضرورت نہیں ہے، کوئی وقت کی بھی ضرورت نہیں ہے، بلکہ غسل بھی نہیں رہا تو آپ اللہ سے دعا مانگ سکتے ہیں، یہ ہر حالت میں کی جانے والی عبادت ہے، نہ وضو کی شرط، نہ طہارت کی شرط، نہ زمین کی شرط، نہ زمانے کی شرط، نہ علاقے کی شرط، کبھی بھی، کہیں بھی، کیسے بھی دعا مانگ لو، بہت آسان ہے دل میں مانگو، تو لہٰذا دعاؤں کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھیں۔

## پوائنٹ نمبر 4: تقویٰ

چوتھی چیز جو جہنم سے نجات کا ذریعہ بنے گی وہ ہے **تقویٰ**، تقویٰ بڑی اہم چیز ہے، ایک مومن کی زندگی میں اللہ کا تقویٰ ہونا بہت ضروری ہے، قرآنی آیات اور احادیث کو اگر جمع کریں تو کئی قرآنی آیات اور کئی احادیث تقوے کے تعلق سے موجود ہیں، ایک یا دو کی بات ہی نہیں ہو رہی یہاں پر، یہ چیز بار بار آپ کو ملے گی۔

اکثر تقوے کے ساتھ Combination میں کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہی ہے جیسے تقوے کے ساتھ صبر کرو تو فلاں چیز ملے گی، تقوے کے ساتھ فلاں کرو تو رزق ملے گا، مطلب تقویٰ کے ساتھ کسی نہ کسی دوسرے عمل کا ذکر ضرور آئینگا لیکن تقویٰ اصل چیز ہے۔

ایک عام فہم زبان میں کہوں گا: تقوے سے مراد **اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے، نافرمانی کے کاموں سے یا گناہ اور معصیت کے کاموں سے پرہیز کرنا**، مطلب اللہ سے ڈرتے ہوئے نافرمانی کے اور گناہ و معصیت کے کاموں سے اپنے آپ کو بچانا، یہ اصل تقویٰ ہے۔

میں ہر انسان سے گزارش کرونگا کہ تقویٰ اختیار کریں، والدین سے بھی گزارش کرونگا کہ بچوں کو بچپن سے تقوے کی تعلیم دیں، کیونکہ جب تقوے کی تعلیم دیں گے تو پھر ان کو یہ نہیں بولنا پڑے گا کہ تمہارا WhatsApp کا Last Seen ہمیشہ کھلا رکھو تاکہ میں دیکھوں تم کہاں ہو، کیونکہ بچہ خود اللہ سے ڈر کے عمل کرے گا، آپ کو اس کو Monitor کرنے کی ضرورت نہیں کہ چلو CCTV ہے تو میں دیکھ رہا ہوں تم فلاں کر رہے ہو، تقویٰ ہے تو اس کو پتہ ہے کہ اس کا رب دیکھ رہا ہے، تو وہ خود عمل کرنے سے پہلے سوچے گا: **میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ کو مجھے جواب دینا ہے**، یہ جواب دہی کا مادہ دل میں آنا چاہیے، یہ جب تک نہیں جگائیں گے تو آپ کے صرف ڈرانے سے کہ **تم کالج نہیں گئے تو ٹانگیں توڑ دوں گا، تم فلاں نہیں کیے تو تمہارے وہ کروں گا**، تھوڑا سا بڑا ہو گا تو بولے گا **ٹانگیں بھی تم توڑ نہیں سکتے، تمہاری ٹانگیں خود اب سنبھل نہیں رہی ہیں، میں خود کما رہا ہوں، اب تمہاری ضرورت نہیں ہے**، لیکن اس کے دل میں اللہ کا تقویٰ رہے گا تو اس کا Thought Process ہی پورا بدل جائے گا، وہ ماں باپ کے ڈر کی وجہ سے گناہ سے نہیں رک رہا ہے وہ اللہ کی محبت اور ڈر کی وجہ سے گناہ سے رک رہا ہے، وہ اس کے رب کے سامنے شرمندگی سے ڈر کر گناہوں سے رک رہا ہے کہ، **میں کیا جواب دوں گا؟ جب میں اکیلے میں** Browse کر **لوں گا، اللہ کے سامنے کیا جواب دوں گا؟** کیونکہ جو موبائل کمپنیاں ہیں، وہ تک آپ کو مہینے کے آخر میں اگر آپ ان سے درخواست کریں گے Prepaid Card کے اندر، تو وہ آپ کو دے دیں

گی کہ آپ نے کیا کیا Browse کیا، ایک ایک بٹ (Bit) کا حساب دے دیں گی، Postpaid میں تو بل کے ساتھ ہی لگا ہوا آتا ہے! تو جب کمپنیاں آپ کا ریکارڈ Track کر سکتی ہیں تو رب العزت کا حساب کتاب کس درجے کا ہوگا، ہم اندازہ نہیں لگا سکتے۔

اللہ رب العزت تقوے کے تعلق سے قرآن میں فرماتا ہے:

**وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا** [سورۂ مریم 19 : 71-72]

**تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور پیش ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے طے شدہ امر ہے، پھر ہم پرہیزگاروں کو تو بچالیں گے اور نافرمانوں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے**

تو اللہ کہہ رہا ہے: **ایسا تم میں سے کوئی نہیں جس کا گزر جہنم پر سے نہ ہو، یہ تیرے رب نے طے کر دیا ہے، جو آپ کے رب کا ذمہ ہے، پھر پرہیزگاروں کو، تقویٰ اختیار کرنے والوں کو تو بچالے گا اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑیں گے**، اب دیکھیے یہاں گھٹنوں کے بل، اس سے پہلے منہ کے بل تھا، جو جہنم میں ڈالے جانے کا سب سے ذلیل قسم کا طریقہ ہے، گھٹنوں کے بل ڈالا جانا بھی ایک قسم ہے، دھکا دیا جانا بھی ایک قسم ہے اور پھینکا جانا بھی ایک قسم ہے، تو گھٹنوں کے بل جہنم میں ظالموں کو لے جائیں گے لیکن جو تقویٰ اختیار کرینگے وہ بچ جائیں گے۔

تو جہنم سے بچنے کا طریقہ ہے اللہ کا تقویٰ، یہ جہنم سے نجات کا بڑا اہم ذریعہ ہے اور تقویٰ اگر بچوں میں، بڑوں میں، ہم سب میں جاگ جائے کہ میں جواب دہ (Answerable) ہوں، مجھے کسی کو جواب دینا ہے، اللہ کی جواب دہی کا ایک احساس شروع ہو جاتا ہے اور پھر کیونکہ دل کی کیفیت بدلی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے، ایسی حالت میں مجبوراً کوئی گناہ کر لے تو چھوڑ دیتا ہے، لیکن

تقویٰ نہ ہو تو پھر وہ صرف حالات کی مجبوری سے گناہ کو چھوڑتا ہے کہ **بھائی کوئی دیکھ رہا ہے تو میں نہیں کر رہا ہوں**، جب ہٹ گئے تو کام چالو کر دیا، لیکن جب اللہ کا ڈر ہو گا تو بولے گا اگرچہ خود میں کہیں بھی ہوں دنیا میں، **میرا رب تو دیکھ رہا ہے پھر میں کیسے بچوں گا؟** تو وہ خود گناہ نہیں کرے گا۔

جامع ترمذی کی روایت ہے، نبی اکرم ﷺ سے سوال ہوا:

**وہ کون سی چیزیں ہیں جو لوگوں کو بکثرت جنت میں داخل کرے گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھے اخلاق، پھر آپ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا وہ کون سی چیزیں ہیں جو لوگوں کو بکثرت جہنم میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ [ترمذی : 2004]**

اللہ کے تقوے سے اچھے اخلاق حاصل ہوتے ہیں جسے ہم Moral Values بھی کہہ سکتے ہیں، جس کو ہم عام زبان میں Good Behavior بھی کہتے ہیں، Etiquettes and Manners یہ اختیار کرنا دین ہے، آج دنیا کہہ رہی ہے کہ **ہمارے ملک کے لوگوں کو Civic Sense نہیں ہے**، نبی اکرم ﷺ کی سنت کو اختیار کرو، اس سے زیادہ حسن اخلاق کسی انسان نے دنیا میں Follow نہیں کیا۔

دیکھیے صحابہ کا معمول تھا وہ ایک چیز پوچھتے تو دوسری چیز بھی پوچھ لیتے، اچھائی کی بات ہوتی تو فتنوں کے دور میں کیا کرنا ہے یہ بھی پوچھ لیتے، جنت کی بات ہوتی تو جہنم کا پوچھ لیتے، تو یہاں فوراً پوچھ لیا کہ سب سے زیادہ کس وجہ سے ہم جہنم میں جائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: **اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ - زبان یا منہ اور شرمگاہ**، یہ دو چیزوں کی وجہ سے سب سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے، زبان کا غلط استعمال اور شرمگاہ کا غلط استعمال۔

یہ دو چیزیں جس کے لیے ساری دنیا کے اعمال ہم کرتے ہیں، **منہ کی لذتیں** جیسے ایک آدمی رشوت خوری کر رہا ہے، کیوں؟ **اچھا کھانے کے لیے!** اور کچھ لوگوں نے شرمگاہ کے غلط استعمال کو ہی پوری زندگی کا مقصد سمجھ لیا ہے، اسی کے اندر پوری زندگی بیت رہی ہے، مطلب جوان ہونے کے بعد جانوروں جیسی زندگی گزار رہے ہیں، بس کسی عورت کو دیکھ کر لگتا ہے بس میں نے اس کے ساتھ فلاں عمل کرنا چاہیے، پوری زندگی صرف اسی میں گزار رہے ہیں، افسوس یہ Culture دیکھ کر مسلمان بھی اس سے متاثر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اسلام نے انسان کو جو چیزیں بتائی ہیں کہ انسان کیسے جیتے ہیں، وہ جانوروں کے جیسا جینا چاہتے ہیں، آپ جانوروں کو دیکھیے کہ بھی Male نے Female کو دیکھا تو اس کے پیچھے لگ گیا، ساری دنیا آج اسی طرف جا رہی ہے، ہر فلم، ہر ڈرامہ، ہر سیریز سب اسی کی تعلیم دے رہی ہیں، ٹی وی کے سامنے وقت گزار رہا ہے لیکن نماز کو وقت پر نہیں جا رہا ہے، اسکول اور کالج نہیں جا رہا ہے، لیکن وہ ڈرامے کے لیے بالکل وقت نکال رہا ہے، خیر آج کل آن لائن ہے تو بہر حال کبھی بھی بیٹھ کر آرام سے دیکھ رہا ہے، کھانا پینا ساتھ لے کر صرف اسی کے لیے بیٹھ رہا ہے، اس کی وجہ سے سب سے زیادہ لوگ جہنم میں جانے والے ہیں، تو ہمیں ان دونوں کے شر سے بچنا ہے تقوے کو اختیار کرنا ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

**جنت گراں امور میں گھری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشات نفسانی میں گھری ہوئی ہے** [مسلم : 7130]

جنت کے بارے میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں **ان اعمال سے گھری ہوئی ہے جس کا کرنا مشکل ہوتا ہے**، مطلب میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ جنت جانا ایک چڑھائی ہے، ایک Mountain Climbing ہے جو بہت Steep ہے، مطلب پہاڑ کی سیدھی چڑھائی، چڑھتے وقت سانپ،

بچھو، کانٹے، پتھر ٹوٹ سکتے ہیں، آدمی گر سکتا ہے، مشکل ہے مطلب بہت محنت کر کے وہ اونچائی تک پہنچ سکتا ہے اور جہنم ایک آسان گلائیڈ (Glide) ہے، بس بیٹھ جاؤ اور آپ خود پھسل کر نیچے تک پہنچ جاتے ہیں اس میں داخل ہو جاتے ہیں، تو آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ جنت کو مشکل چیزوں، ناپسندیدہ چیزوں سے گھیرا گیا ہے۔

صبح اٹھ کر فجر پڑھنا مشکل ہوتا ہے، متقی لوگ تورات میں اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں، ایک قسم کی تکلیف اٹھا رہے ہیں، لیکن یہاں ہم لوگ فجر میں ہی نہیں اٹھ پاتے یہ ہمارا تقویٰ ہے، جو جنت ہے وہ مشکل چیزوں سے گھری ہوئی ہے، اس کو پانا آسان کام نہیں ہے۔

کچھ لوگ خود کو جنتی بتا رہے ہیں کہ یہاں ہاتھ لگا لیے، وہ چوم لیے، وہ چاٹ لیے، وہ چھو لیے تو جنتی بن گئے، صحابہ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کھڑے ہیں اور کبھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ میرے ساتھ یہ کر لو، تم جنتی ہو جاؤ گے۔

**اللہ کے رسول ﷺ ایک صحابی سے کہہ رہے ہیں: (کچھ) مانگو، تو انہوں نے کہا: میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ جنت میں بھی آپ کی رفاقت نصیب ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے معاملے میں سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو** [مسلم : 1094]

مطلب اللہ کی عبادت کثرت سے کرو تا کہ پھر میں وسیلہ بنوں تمہارے لیے جنت کا، یہ نہیں کہا کہ **ہاں ٹھیک ہے، تم تو میرے ساتھی ہو، میرے ساتھ رہتے ہو، میں تمہیں جنت میں لے کے چلا جاؤں گا**، نہیں، آسان نہیں ہے کیونکہ جنت ناپسندیدہ کاموں سے گھری ہوئی ہے اور جہنم نفسانی خواہشات سے گھری ہوئی ہے، انسان چاہتا ہے کہ فلاں چیز آسانی سے حاصل کر لوں، مال کسی بھی طرح کما لوں، تو وہ کچھ بھی کر لیتا ہے اور جہنم میں چلا جاتا ہے۔

لہٰذا ہمیں تقویٰ اختیار کرنا ہے اور برائی سے بچنا ہے، تقویٰ اختیار کرنے کے بعد ان شاءاللہ العزیز بہت ساری چیزیں ہمارے لیے آسان ہو جائیں گی اور جب ہم تقویٰ اختیار نہیں کریں گے تو پھر بہت مشکل ہو گا۔

تیسرا خطبہ 7 اگست 2026 / ۲۳ صفر ۱۴۴۸ھ

## پوائنٹ نمبر 5: روزے رکھنا

پانچواں وہ عمل جس کے کرنے سے ایک انسان جہنم سے بچ سکتا ہے اور جنت میں اس کو داخلہ مل سکتا ہے وہ ہے، **صوم یعنی روزہ رکھنا**، یہ بڑی اہم چیز ہے یہ جہنم سے نجات کا بڑا اہم ذریعہ ہے، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں شریعت کے اندر کئی چیزوں کے کفارے میں روزے کا حکم دیا گیا ہے۔

- اگر آپ نے قسم توڑ دی، تو اس کے بدلے اتنے اتنے روزے رکھ لو
- اگر نذر مانی تھی توڑ دی، تو اس کے اتنے روزے رکھ لو
- حج کے اندر فلاں عمل میں کچھ کوتاہی ہو گئی تو کفارے کے اندر روزے رکھ لو
- روزے کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کر لی، تو پھر کفارے میں دو مہینے کے روزے رکھو لو۔
- کسی سے قتلِ خطا (Murder By Mistake) ہو گیا، تو روزے رکھ لو

ایسی کئی عبادتیں ہیں جس کے اندر کفارے کے طور پر روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جب ہم روزہ کہہ رہے ہیں تو یاد رکھیے اس میں فرض روزہ اور نفل روزہ دونوں شامل ہے، تو آیئے دیکھتے ہیں روزہ کس طرح جہنم سے بچاتا ہے؟

سنن ابن ماجہ کی روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

روزہ جہنم سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی کے پاس لڑائی میں ڈھال ہوتی ہے [ابن ماجہ : 1639]

تو یہاں اس حدیث کے اندر نبی اکرم ﷺ فرما رہے ہیں **روزہ جہنم سے ڈھال ہے**، کیسی ڈھال ہے؟ **جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص جنگ کے اندر اپنے آپ کو سیف گارڈ کرنے کے لیے ڈھال رکھتا ہے**، روزہ اسی طرح سے ایک ڈھال ہے، مطلب جہنم کی آگ سے حفاظت کا ذریعہ ہے، تو ہمیں روزہ رکھنا چاہیے۔

اور یہ نہ صرف ایک ذریعہ ہے، بلکہ ایک روایت کے اندر آتا ہے، یہ انسان کو جہنم سے دور کر دیتا ہے، جیسے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

**جس نے اللہ کے راستے میں ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دے گا** [بخاری : 2840]

تو اس سے یہ پتہ چلا روزہ بڑی اہم چیز ہے ہمیں کوشش کرنا چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ روزے رکھیں، کیونکہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے اور کئی چیزوں کا یہ کفارہ ہے رمضان کے روزے تو فرض ہیں ہی لیکن رمضان کے علاوہ نفل روزے رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، جیسے کہ

آپ ﷺ نے کہا: **شوال کے چھ روزے رکھ لو** [مسلم : 2758]

ہر ہفتے میں **آپ ﷺ پیر اور جمعرات، Monday اور Thursday کا روزہ رکھا کرتے تھے** [ابن ماجہ : 1740]

ایامِ بیض کے روزے، مطلب جو قمری سال (Lunar Calendar) ہوتا ہے اس کے ہر مہینے جو 13، 14 اور 15 تاریخ ہوتی ہیں اسے **ایامِ بیض** کہتے ہیں

**نبی ﷺ نے وہ تین دن روزے رکھنے کا حکم دیا** [ابوداؤد : 2449]

**آپ ﷺ ایک سے لے کر نو ذوالحجہ تک کے روزے رکھا کرتے تھے** [ابوداؤد : 2437]

**آپ ﷺ نے محرم کے روزے رکھے، اور دس محرم کا بھی روزہ رکھا** [مسلم : 2658]

**آپ ﷺ شعبان میں بھی روزے کثرت سے رکھتے تھے** [بخاری : 1970]
پورے مہینے کے نہیں لیکن بہت رکھا کرتے تھے۔

تو گویا نبی اکرم ﷺ کے معمول سے پتہ چلتا ہے ہم نے بھی کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور روزہ جہنم کی آگ سے ہمارے نجات کا، پناہ کا، ڈھال کا، حفاظت کا، بچاؤ کا ذریعہ ہے۔
کچھ نہ ہو سکے تو کم از کم آج کل لوگ صحت کو اچھی رکھنے کے قائل ہیں تو لوگ بتا رہے ہیں کہ انٹرمیٹنٹ فاسٹنگ (Intermittent Fasting) آپ کو کرنا چاہیے، دن میں اتنے گھنٹے نہیں کھانا چاہیے، اتنے گھنٹے کھانا چاہیے، تو ہفتے میں صرف دو دن روزہ رکھ لیا وہ اس کی برابری، اس کا متبادل ہے، کیونکہ ہفتے کے سات دن میں سے آپ نے دو دن روزہ رکھا پیر اور جمعرات کا، ثواب کا ثواب ملا، انٹرمیٹنٹ فاسٹنگ کی فاسٹنگ بھی ہو گئی، باڈی نے اپنے آپ کو واپس سے تیار کیا اور بھوک کی وجہ سے اپنے ڈیڈ سیلز (Dead Cells) کو باڈی خود بخود کھاتی ہے، جس کو کہتے ہیں جو ایکسٹرا (Extra) اس کے اندر چیزیں ہوتی ہیں اس کو نکال بھی دیتی ہے، تو یہ بھی آپ کر سکتے ہیں۔
مہینے میں تین رکھ لیتے ہو تو گویا آپ نے مہینہ کا دس فیصد روزہ رکھ لیا، تو یہ سب چیزیں پہلے سے ہمارے پاس موجود ہیں، سال میں آپ نے رمضان کے روزے رکھے، تو اس کے بڑے فائدے ہیں ، ہمیں روزے کے تعلق سے ایک معمول بنانا چاہیے اور فرض روزوں کے علاوہ بھی نفل روزہ رکھنا چاہیے، ہمارے ملکِ عزیز انڈیا میں نفل روزوں کی اتنی پابندی نہیں ہے، لیکن آپ جیسا گلف

(Gulf) میں جائیں گے تو ایک عمومی بات ہے کہ اگر Monday کا دن ہے یا پھر Thursday کا دن ہے تو وہ آدمی روزے سے ہوگا، ایک دم عام بات ہے مطلب کہ کچھ لوگ Monday کو کھانا کھائیں گے آپ کے ساتھ، اور کچھ لوگ کھانا نہیں کھائیں گے، اس لیے کہ وہ روزے سے ہیں، وہاں عام ہے۔ یہاں تھوڑا سا عام نہیں ہے تو مشکل ہوتا ہے۔

دوسرا یہ کہ آپ نے روزہ رکھ لیا تو آپ اللہ کے ولی بن جاتے ہیں سماج کے اندر، اب وہ بھی آدمی کو کبھی کبھار مشکل ہوتا ہے برداشت کرنا، مثال کے طور پر ایک آدمی روزہ رکھا لیکن اس سے خطا بھی ہو گئی، لوگ کہتے ہیں: **ہاں بڑے روزے رکھ رہے پیر، جمعرات کے لیکن یہ غلطی بھی کر رہے ہیں**، مطلب ایک آدمی کی نیکی سے اس کے گناہوں کا کیا معاملہ کہ اگر نیکی کے ساتھ گناہ ہو رہے ہیں تو نیکی بھی چھوڑ دے؟ ہمارے پاس یہ بھی ہوتا ہے کہ بھائی تم تو پیر، جمعرات کے روزے رکھتے ہو لیکن اسکول کو چھٹیاں مار رہے، اب بچہ بولتا ہے مطلب اس کا کیا کنکشن ہے کہ **میں پھر روزے چھوڑ دوں کیا؟** تو مطلب یہ ہے کہ گناہ کرنا ہے تو نیکی بھی چھوڑ دو، تو ویسا نہیں ہے، عام چیز ہے، ایک سنت چیز ہے، ہونا چاہیے، رکھنا چاہیے، ایک معمول ہونا چاہیے، تو یہاں ہم نے دیکھا کہ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے، دوسرا ہم نے دیکھا کہ ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔

ایک روایت جامع ترمذی کی اس میں یہ الفاظ آتے ہیں:

جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ایسی خندق بنا دیتا ہے جو اتنی لمبی ہے جتنی زمین و آسمان کا فاصلہ ہے [ترمذی : 1624]

انسان ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے اور جہنم کے درمیان خندق، ایک کھائی، ایک فرق ، ایک پارٹیشن کر دیتا ہے، وہ اتنا بڑا ہے جتنی زمین و آسمان کا فاصلہ، اور زمین و آسمان کا فاصلہ کتنا ہے؟ یاد رکھیے **تصور سے بالاتر!** (Unimaginable!)، سائنس خود یہ کہہ رہی ہے کہ پہلا آسمان ہماری اس **کائنات** (Universe) کے بعد ہو گا! اس کے بعد! اور آج جو یونیورس کو ہم دیکھ سکتے ہیں وہ ہے **2 لاکھ کروڑ نوری سال** (2 Trillion Light Years) مطلب میں کہہ رہا ہوں تصور سے بالاتر ہے، Super Computers لگیں گے صرف حساب لگانے کے لیے، سائنسداں کہہ رہے اس کے آگے بھی کہکشائیں (Galaxies) ابھی باقی ہیں، اس کے آگے بھی دنیا دیکھنا باقی ہے، اس کے آگے بھی اور فاصلے (Distances) ہو سکتے ہیں۔

بہر حال اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو اسکے اور جہنم کے درمیان اتنا فاصلہ کر دیتا ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہوتا ہے، لہٰذا ہمیں کوشش کرنا چاہیے کہ ہم کثرت سے نفل روزے رکھیں، معمول بنائیں، ویکلی ہو سکتا ہے تو دو، ویکلی دو نہیں ہو رہے تو مہینے میں تین جو ایامِ بیض کے ہوتے ہیں، کوشش کریں یا رمضان کے علاوہ شوال کے ہو گئے، پھر ذوالحجہ کے ہو گئے، پھر جو محرم کے ہو گئے، کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہیے تاکہ ان روزوں کا، نفل روزوں کا معمول ہمارا بنا رہے اور چلتا رہے۔

## پوائنٹ نمبر 6: 40 دن تکبیرِ اولیٰ سے باجماعت نماز پڑھنا

(تکبیرِ اولیٰ یعنی جماعت کے شروع میں کہیں جانے والی تکبیر)

**آیئے آگے چھٹا پوائنٹ دیکھتے ہیں، جو جہنم سے نجات دلانے والے اعمال میں بہت اہم ہے، اور بہت سارے لوگ اس کے تعلق سے سوال بھی کر چکے ہیں، وہ پوائنٹ اس طرح سے ہے۔**

لوگوں نے کئی بار یہ سوال کیا تھا کہ ، **کیا یہ روایت صحیح ہے یا نہیں**؟، تو یاد رکھیے یہ روایت صحیح ہے، چالیس دن تک جو تکبیر اولیٰ، **تکبیر اولیٰ** سے مراد امام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے، مطلب ساتھ تھا ،پہلی، دوسری، تیسری وہ کوئی مسئلہ نہیں صف میں کہاں کھڑا تھا، لیکن تکبیر اولیٰ میں تھا۔

اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

جس نے اللہ کی رضا کے لیے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی تو اس کے لیے دو قسم کی نجات لکھی جائے گی: ایک آگ سے نجات، دوسرا انفاق سے نجات [ترمذی: 241]

تو اس شخص کو دو فائدے ہوتے ہیں،

**پہلا آخرت کا فائدہ**: جہنم سے بچے گا،

**دوسرا دنیا کا فائدہ**: نفاق سے بری ہوگا

کونسا شخص؟ جو چالیس دن تک امام کے ساتھ تکبیرِ اولیٰ میں اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے، تو اس کو یہ فضیلت اور یہ دو فائدے ملتے ہیں اور ظاہر سی بات ہے منافق تو جہنم میں جائیں گے، تو جہنم سے جب نجات ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے اور خاص طور سے نفاق جیسی چیز سے وہ بچ جاتا ہے۔

اب یہ چالیس دن کیوں کہا جا رہا ہے؟ کیا وجہ ہے اس کے پیچھے؟ تو یاد رکھیے جب چالیس دن تک کوئی عمل آپ مسلسل کر رہے ہیں، یعنی پانچ نمازیں ہم روز پڑھ رہے ہیں، چالیس دن تک ہم پڑھ رہے ہیں، تو یہ دو سو نمازیں ہو گئیں ، جب دو سو نمازوں کو مسلسل وقت پر، امام کے ساتھ پہنچ کر، تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہم پڑھیں گے، تو ظاہر سی بات ہے ہمیں اس کی زندگی بھر عادت ہو جائے گی، یہ اصل چیز ہے، ہم اس کے عادی بن جائیں گے۔ اگر کوئی اس کو یہ معنی میں لے رہا ہے کہ میں چالس دن

تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھوں گا، جس کے لیے میں کچھ لوگ اپائنٹ کر دوں گا جیسے پی اے وغیرہ جو مجھے لے جا کے کھڑے کر دیں صف میں، اگر میں لیٹ ہو رہا ہوں تو امام کو کہیں، رک جایئے وہ صاحب آ رہے ہیں، پھر چالیس دن کے بعد میں کہوں کہ اب نماز کی مجھے ضرورت نہیں کیونکہ جہنم سے میں بری ہو گیا، نفاق سے میں بچ گیا، تو جان لیجیے یہ اس نے **روایتی عمل** (Customary) کیا، مطلب اس نے صرف سطحی فائدہ اٹھایا، لیکن بنیادی فائدہ یہ تھا کہ جو چالیس دن تک پابندی کے ساتھ تکبیر اولیٰ کی پابندی کی، مسجد پہنچا، امام کے پیچھے کھڑا رہا، اس کے بعد اس کے ساتھ نماز پڑھی، تو اس کو یہ فائدہ ملے گا، جب چالیس دن تک یہ عمل کوئی کرتا ہے تو اس کو زندگی بھر عادت ہو جانی چاہیے۔

اور کچھ Scientific Studies بھی موجود ہیں کہ 30 دن (30 Days) تک اگر آپ کوئی کام مسلسل کرتے رہیں چاہے تھوڑا سا کیوں نہ ہو، آپ کو زندگی بھر وہ چیز یاد ہو جاتی ہے اور وہ کام آپ کر سکتے ہیں، لیکن یہ افسوس کی بات ہے، یہ تب ہوتا ہے جب مینٹلی ہم نے یہ سوچا کہ یہ کام ہمیں ہمیشہ کرنا ہے جس کے لیے ہم 30 دن کوشش کر رہے ہیں، رمضان آ رہا ہے، تیس دن تک عبادتیں: روزہ، نماز، تلاوتِ قرآن، اذکار، صدقات، ہم سب کر رہے ہیں، تہجد کا اہتمام، راتوں میں جاگ کر اللہ کی عبادتیں، مختلف چیزیں کر رہے ہیں، لیکن تیس دن کے بعد ہمارا دماغ بولتا ہے: ہو گیا تم نے جو Achieve کرنا تھا، اب چھوڑ دو۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ہم روایتی اعمال (Customary) کر رہے ہیں، اگر حقیقتاً کوئی عمل سنجیدگی کے ساتھ کریں تو نتیجہ مختلف ہوتا ہے، کیونکہ میں یہ چالیس دن کا کیوں کہہ رہا ہوں؟

بہت ساری جگہ لوگ ایسے پروگرام Organize کرتے ہیں: **40 دن نماز کا اہتمام**، سب ایک دوسرے کو اٹھا رہے ہیں، لیکن وہ 41 ویں دن سب غائب ہو جاتے ہیں پھر، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حقیقی فائدہ تھا انھوں نے نہیں اٹھایا، چالیس دن آپ نے عبادت کی لیکن اس کا فائدہ جو ہونا چاہیے تھا، باڈی کو اس چیز کی عادت ہو جانا چاہیے تھی، وہ چیز زندگی بھر کے لیے یاد ہونا چاہیے تھی وہ نہیں ہو رہی۔

تو کوشش کریں، جس کو ہم عام زبان میں کہہ سکتے ہیں: دو سو قدم ہیں جہنم سے جنات کے! مطلب صرف دو سو قدم اٹھالو، ہمیشہ کے لیے اس سے بری ہو کے نکل جائیں گے، دو سو نمازیں ہیں، چالیس دن ہیں، لیکن اس کا فائدہ یہ ہونا چاہیے: لائف ٹائم آپ نمازی بن گئے! آپ کو نماز کی عادت ہو گئی، کیونکہ چالیس دن تک آپ باجماعت رہے، اور اس کا دوسرا فائدہ کیا ہو گا معلوم؟ آپ آفس ٹائم پہ پہنچنا شروع کر دیں گے کیونکہ آپ تکبیر اولیٰ کے لیے جو آ رہے تھے تو آپ کو عادت ہو گئی کہ اب آپ لیٹ نہیں ہوں گے۔

پروکراسٹنیشن (Procrastination) کی عادت چھوٹ جائے گی، کیونکہ آپ کو آج، ابھی، ٹائم پر، تکبیر اولیٰ جا کے ملنا ہے! یہ جو عادت ہو گی نا، تو لائف ٹائم آپ کی پرسنالٹی ڈیولپ کر دے گی! یہ جو مکمل چالیس دن نمازیں پڑھ لیں گے نا، لائف ٹائم آپ کو کئی چیزوں کے فائدے دیں گے، یہ معمولی چیزیں نہیں ہیں، یہ دین اور شریعت جو آپ کو چیزیں کرنے کا حکم دے رہی ہے جو کہ فرض بھی ہیں، اس کے کرنے کے ہم کو دوسرے دنیاوی فائدے بھی ہوتے ہیں، یہ عبادتیں دنیاوی نفع سے خالی نہیں ہوتیں۔

ایک عام مسلمان بھی اگر نمازیں پڑھتا رہے، اور سترہ رکعت بھی پڑھے جو کہ فرض ہوتی ہیں دن بھر میں: فجر کی دو، ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین اور عشاء کی چار، تو سترہ مرتبہ وہ جو اٹھا اور بیٹھا، تو اس کی اتنی ایکسرسائز بھی تو ہوئی، دیکھیے ہم ایکسرسائز کے لیے نماز نہیں پڑھتے، لیکن ایکسرسائز کا فائدہ تو مل ہی گیا! مطلب کچھ نہ بھی کرے تو اس نے 17 Squat کیے، نیچے بیٹھ کے اٹھا وہ نمازوں کی رکعتوں میں، تو یہ Benefit by Default اس کے اندر ہیں، ہم اس کے لیے نماز نہیں پڑھتے، ہم روزہ اس لیے نہیں رکھتے کہ ہماری صحت کا معاملہ صحیح رہے، ہم اس لیے رکھتے ہیں کہ اللہ راضی ہو، لیکن دنیاوی فائدے اس کے ساتھ Attached ہیں نا؟ By default ہے یہ، جیسا آپ نے حج کا سفر کیا، تو سفر میں جو چیزیں انسان سیکھتا ہے اس کے فائدے ہوئے نا آپ کو؟

لٰہذا یہ ساری چیزیں بڑی اہم ہیں یہ 40 دن کی نمازیں جو کہ 200 نمازیں ہو رہی ہیں، جو اس کو تکبیر اولٰی سے پڑھ لے، یہ جہنم سے بری کر دیا جاتا ہے، نفاق سے بری کر دیا جاتا ہے، ایک عمل کے دو بڑے فائدے ہیں، تو گویا جہنم سے دور ہونا ہے صرف 200 قدم اٹھانا ہے، ہمیشہ کے لیے انسان جہنم سے دور ہوتا ہے اور جب وہ یہ کرے گا تو زندگی بھر اس کو کرنے کی کوشش کرے گا۔

## پوائنٹ نمبر 7: فجر اور عصر کی نماز کو ہمیشہ پڑھنا

ساتواں پوائنٹ یہ وہ عمل جو جہنم سے ہم کو نجات دلاتا ہے وہ ہے، **فجر اور عصر کی نماز کی پابندی**، ابھی دیکھیے، پانچ نمازیں فرض ہی ہیں، یہ بولنے کی ضرورت ہی نہیں، سب کی سب اہم ہیں یہ دو اور اہم ہیں یعنی پانچ نمازیں فرض ہیں، سب کی سب اہم ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ عمل پسند ہے وہ وہ ہے جو اس نے تم پر فرض قرار دیا ہے۔**

[بخاری : 6502]

تو پانچ نمازیں فرض ہیں، یہ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں، رمضان کے روزے اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں، زکوۃ دینا اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، حج یہ سب سے زیادہ پسند ہے اس لیے اس کو فرض قرار دیا، تو ساری نمازیں اہم ہیں، یہ دو نمازیں تھوڑی سی خاص ہیں۔

فجر کا تعلق تقریباً ہر چیزوں کے اندر آئے گا، جیسے فجر اور عصر، فجر اور عشاء، یہ کس پر مشکل ہے؟ منافق پر، فجر اور عصر پڑھنے والا فلاں فائدہ اٹھائے گا، جو رات میں عشاء پڑھ کے سوئے اور پھر فجر میں اٹھ جائے، پوری رات عبادت کا ثواب، تو فجر بڑی خاص (Special) ہے، علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ **اگر آپ کو کسی سے دعا کروانا ہے، جمعہ کے اندر نہیں! دعا کا اعلان کرنا ہے تو اہل فجر میں اعلان کرنا، فجر میں اعلان کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اللہ کے متقی بندے ہیں جو نماز کو اس وقت آتے ہیں،** یہ ظاہر سی بات ہے کہ یہ آج کے فتویٰ ہیں، پہلے زمانے میں تو ہر کوئی نماز پڑھتا تھا۔

تو بہر حال! ساری نمازیں اہم ہیں، ان کا زیادہ اہتمام کرنا، مطلب اس کو کوشش کرنا یہ چھوٹے نہ، اور کیوں کہا گیا یہ معلوم؟ اس لیے کہ یہ دو نمازیں، عموماً نماز سونے کی غفلت میں چلی جاتی ہیں، اس لیے ان کو خاص کہا گیا، جیسے کہ فجر کی نماز سونے کی غفلت میں جھوٹ جاتی ہے، عصر کی نماز قیلولہ میں غفلت کی وجہ سے، آج تو خیر یہ لاک ڈاؤن کے بعد تو سسٹم ہی بدل گیا، 12 بجے اٹھو، رات میں 12 بجے تک کام کرو، تو ایک نیا سسٹم چالو ہو گیا، تو یہاں عصر نہیں چھوٹ رہی عموماً، لیکن جو آدمی فجر سے اٹھ کے کام شروع کرتا ہے یا تہجد سے، اس کو دوپہر میں ایک قیلولہ (Nap) ضروری ہے۔

عرب اس وقت میں Nap لیتے تھے، نبی اکرم ﷺ بھی لیتے تھے، ظہر کے بعد کھانا، کھانے کے بعد Nap جو عصر کے پہلے ختم ہو جاتا، قیلولہ کہیے یا آرام، آج بھی آپ عرب کے علاقے میں رہتے ہیں اور ظہر کے بعد آپ نے کسی کے گھر کھٹکا دیا تو وہ کہیں گے: **یار کون بیوقوف ہے!، کون احمق ہے!**، عقل نہیں ہے، ظہر کے بعد گھر آرہے ہو؟ کیونکہ وہ آرام کرتے ہیں۔

تو اس پر نمازیں چھوٹ جاتی تھیں، اس لیے ان کو خاص کہا گیا، ان کو مِس (Miss) نہیں ہونے دینا چاہیے کیونکہ امپورٹنٹ (Important) نمازیں ہیں، یہ دو نمازیں جہنم سے نجات کا ذریعہ ہیں۔

اس کے تعلق سے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، صحیح مسلم کی روایت ہے،

وہ شخص ہر گز آگ (جہنم) میں داخل نہیں ہوگا جو سورج نکلنے اور سورج غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھتا ہے یعنی فجر اور عصر کی نمازیں [مسلم : 1436]

ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (وقت پر) پڑھیں (فجر اور عصر) تو وہ جنت میں داخل ہو
[بخاری : 574]

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات کا قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی [مسلم : 1491]

تو جو عشاء پڑھ کے سو جائے فجر میں اٹھنے کی نیت سے، لیکن نہ اٹھ پائے کسی وجہ سے تو آدھی رات کا ثواب ملا، نیت ضروری ہے، اور اگر اٹھ گیا فجر میں اور فجر پڑھ لی تو گویا پوری رات عبادت میں رہا۔

دیکھیے ! اللہ کی رحمت تو ہم کو ڈھانپنے میں لگی ہے کہ ذرا ذرا سے عمل پر مغفرت دی جائے ذرا ذرا سے عمل پر اجر دیا جائے، ذرا ذرا سے عمل پر بندوں کو معاف کیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی منشا لوگوں کو جہنم میں ڈالنا نہیں ہے، وہ تو لوگوں کو جہنم سے بچا کر جنت میں لے جانا چاہتا ہے۔

حتیٰ کہ ایک روایت میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**ایک دینی مجلس چل رہی تھی اللہ کہتا ہے: اے فرشتو! سب کی مغفرت کر دو، تو فرشتے کہتے ہیں: ان میں فلاں شخص بھی موجود تھا، سخت گناہ گار بندہ، وہاں سے گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا، تو اللہ ارشاد فرماتا ہے: میں نے اس کو بھی بخش دیا** [مسلم : 6839]

یہ ہے مجلس کی اہمیت جو اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھی تھی، تو دیکھیے ! اللہ کی رحمت تلاش کر رہی ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت قرآن میں عصر کی نماز کے تعلق سے خاص فرماتا ہے:

**حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ** [سورۃ بقرہ 238 : 2]

**نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز (عصر) کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے با ادب کھڑے رہا کرو**

عصر کی نماز چھوڑنے کا کیا نقصان ہو گا؟

وہ روایت اس طرح سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

**جس شخص کی عصر کی نماز رہ گئی تو گویا اس کے اہل وعیال اور اس کا مال تباہ و برباد ہو گئے**

[مسلم : 1417]

ایک عصر کی نماز چھوڑنے کا افسوس ایک انسان کو روزِ قیامت میں اتنا ہو گا جیسے اس کے سارے رشتہ دار ایک ساتھ مر گئے اور اس کا سارا مال و دولت کھو گیا! سب لٹ گیا، مطلب آدمی کے پاس کچھ نہیں بچا، نہ لوگ نہ مال وہ حالت ہو جائے گی، سارے رشتہ دار مر گئے!

ایک بچے کی موت پر، ایک والدہ کی دنیا سے جانے پر، ایک والد کے گزر جانے پر، ایک دیگر رشتہ دار کے، ایک دوست کے جانے پر آدمی پریشان ہو جاتا ہے، ڈپریشن ہو جارہا ہے، کونسلنگ کی ضرورت پڑ رہی ہے، ایک عصر کی نماز چھوڑنے کا انجام یہ ہو گا اگر اس کو بتادیا جائے کیا نقصان، کیا عذاب ملے گا، تو جو صدمہ اس کو پہنچے گا ایسا ہو گا جیسے سارے رشتہ دار مر گئے اور سارا مال لٹ گیا۔

عصر اور فجر دونوں اہم نمازیں ہیں، جہنم سے نجات کا ذریعہ ہیں اور جو یہ پڑھ لے، تو باقی اس کے لیے پھر آسان ہے، کیونکہ یہ مشکل ہیں، فجر نیند کی وجہ سے جاتی ہے، عصر بھی نیند کی وجہ سے جارہی ہے، اس میں جب وہ چاق و چوبند اٹھ کر پڑھ رہا ہے تو دیگر نمازیں تو وہ ایسے ٹائم پر آتی ہیں کہ آدمی کتنا بھی سوئے ظہر سے پہلے اٹھ جاتا ہے دھوپ کی تپش کی وجہ سے یا اس کو عادت نہیں ہوتی اتنی لمبی سونے کی، تو یہ نمازیں بڑی اہم ہیں۔

حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

**جو شخص نمازِ عصر چھوڑ دے تو اس کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں** [بخاری : 553]

اس کا ایک طرح سے سب کچھ لٹ گیا، اب کیا ہے انسان کے پاس؟ اعمال تو اصل چیز ہیں، یہی تو وہ سکہ ہے جو آخرت میں چلے گا، نجات کا ذریعہ بنے گا، اب یہ بھی چلا گیا، تو اعمال بھی چلے گئے، رشتہ دار بھی چلے گئے، مال بھی چلا گیا، صرف عصر کی ایک نماز چھوڑنے کے نتیجے میں!

ابھی تو فجر، ظہر، ہے نا؟اس کے بعد مغرب، عشاء،ان کے بڑے فضائل ہیں۔

فجر اور عشاء کی نماز کے تعلق سے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

**اگر کسی کو ان کا ثواب بتادیا جائے کہ فجر اور عشاء کی نماز کا ثواب کیا ہے،اس کو چلنا بھی اگر نہ آئے تو وہ اپنے کولہے اور اپنی شرمگاہ کے بل رگڑ رگڑ کے مسجد تک آئے گا** [نسائی : 672]

کیونکہ جب آدمی کے پیر نہیں چلتے تو کیا کرتا ہے؟ وہ آدمی ہاتھ زمین پر رکھتا ہے اور کمر سے آگے بڑھتا ہے، تو ویسے ہی چل کے آئیں گے، لیکن فجر اور عشاء کی نماز چھوڑیں گے نہیں۔

## پوائنٹ نمبر 8: ظہر سے پہلے اور اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھنا

ظہر کی عام نمازیں جو ہیں چار مؤکدہ، چار فرض اور دو مؤکدہ ہے، یہ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا، لیکن یہ جو روایت میں ہے خاص ہے اور نفل نمازوں کو ہمیشہ دو دو کر کے ہی پڑھنا چاہیے، لیکن ظہر سے پہلے کی چار خصوصی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

**ظہر کے پہلے کی چار رکعتیں، جن کے درمیان سلام نہیں ہے،ایسی ہیں کہ ان کے واسطے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں** [ابوداؤد : 1270]

یہ حالانکہ نفل ہے لیکن اس کو ایک سلام سے پڑھنا ہے، تو یہی ایک نفل نماز ہے جو چار رکعت آپ پڑھ سکتے ہو ایک سلام سے پڑھنا ہے اور ظہر کے بعد میں انسان چار رکعت اور پڑھے،اس کی فضیلت کیا ہے سنیے؟

نبی اکرم ﷺ فرمایا:

**جو آدمی ظہر سے پہلے چار رکعت اور اس کے بعد بھی چار رکعت ہمیشہ پڑھتا رہے، تو اس سے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام قرار دیتا ہے** [ترمذی : 427]

جو شخص ہمیشہ چار رکعت پہلے اور چار رکعت بعد میں پڑھتا ہے، گویا اگر فرض بھی ملا لیں تو ۱۲ رکعت ہو جاتی ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے نجات دے دیتا ہے، اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے: میں نے اب تک شروع نہیں کیا تھا، تو ابھی شروع کر دو!

**ہمیشہ** سے مراد جتنی وہ کوشش کر سکتا ہے، کبھی وہ نہیں چھوڑتا ہے، ظاہر سی بات ہے بیماریاں ہیں، سفر ہے وغیرہ وغیرہ تو ہمیں چاہیے کہ چار پہلے اور چار بعد میں ظہر کا یہ معمول رکھیں، نہیں ہے تو اس کو بنالیں، ابھی دیکھیے میں نے کتنی آپ کے سامنے روایتیں رکھا سب نماز سے متعلق ہیں،

نماز بڑی اہم عبادت ہے، یہ عبادتوں میں توحید کے بعد سب سے اہم عبادت ہے۔

یہ اتنی اہم ہے کہ علماء لکھتے ہیں کہ **اگر توحید اور فرض نماز جو مکمل ہیں، تو ہی اس کے روزے، زکوۃ اور حج قبول ہوتے ہیں** [فتاوٰی اسلامیہ جلد نمبر 2 ، صفحہ نمبر 169-170]

علماء نے شرط (Condition) لگادی کہ جو آدمی توحید پر ہو اور نماز قائم کرتا ہو، تبھی اس کی زکوۃ قبول ہے، تبھی اس کا حج قبول ہے، تبھی اس کے روزے قبول ہیں، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں جو نماز نہیں پڑھا تو اب رمضان کے روزے بھی نہ رکھے، چلو شروع تو کرو، کہی نہ کہی تو اسٹارٹ لینا ہی پڑے گا، کہی نہ کہی سے توبہ کر کے آگے بڑھنا ہی پڑے گا! لیکن نماز اتنی اہم ہے کہ وہ شرط (Condition)ہے۔

## پوائنٹ نمبر 9: اللہ کے ڈر سے رونا

یہ بھی انسان کو جہنم سے نجات دلانے والا عمل ہے، اور اللہ کے ڈر سے رونا لوگوں کے درمیان بظاہر بھی ہو سکتا ہے، زیادہ افضل ہے کہ وہ تنہائی میں یہ کام کرے، لیکن ہو سکتا ہے رونا آ جائے، مثال کے طور پر امام کچھ پڑھا رہا ہو نماز میں، انسان کو بات سمجھتی ہے تو اس کو رونا آ جاتا ہے، تو وہ نیچرل ہے، کسی درس میں آ گیا، کسی بات کو سن کر آ گیا، اللہ کی رحمت کو سن کر آ گیا، اس کی مغفرت کو سن کر آ گیا، اس کے رحم کو سن کر آ گیا، اس کے جہنم سے ڈر کر آ گیا، کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

لیکن اس بات کو یہاں بتا دوں، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ جگہوں پر یا کچھ چیزوں میں لوگ رونے کا سسٹم بنا دیتے ہیں، مثال کے طور پر کوئی نماز ہے، اس میں امام مخصوص انداز سے لوگوں کو دعائیں پڑھاتا ہے، پھر لوگ مخصوص انداز سے روتے ہیں، اب اس میں کوئی نہ رویا تو سب اس کو دیکھتے ہیں: **ارے! اتنے متقی پرہیزگار بن رہے ہیں، اتنی بڑی داڑھی ہے، رونا نہیں آیا ان کو؟** اب وہ آدمی شرماتا ہے، کیونکہ وہ جس بات پر لوگ رو رہے تھے، وہ بات رونے کی تھی ہی نہیں! مزید یہ کہ جس شخص کو سمجھ نہیں آ رہا تھا تو وہ بولا میں نہیں رو پایا، لیکن لوگ اس سے اس شخص کے ایمان اور تقویٰ کو پرکھنے کا معیار بنا رہے ہیں تو یہ بھی اچھی بات نہیں ہے، یہ صحیح طریقہ بھی نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

**اللہ کے ڈر سے رونے والا جہنم میں داخل نہیں ہو گا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے**

[ترمذی : 1633]

مطلب ناممکن ہے کہ وہ جہنم میں جائے، جو اللہ کے لیے رویا ہو! اور غور فرمایئے کہ مثال بھی کس طرح کی دی نبی ﷺ نے، جیسا کہ **انسان نے دودھ دھویا ایک جانور کا، اب واپس جائے گا کیا وہ تھن میں؟** نہیں جائے گا وہ! نکل گیا، ختم ہو گیا، اس لیے کہا: اس طرح سے وہ جہنم میں نہیں جائے گا جس طرح سے دودھ جانور کے تھن میں واپس نہیں جاتا۔

ایک روایت میں الفاظ ہیں: **تین قسم کی آنکھیں جہنم کبھی نہیں دیکھیں گی۔**

اچھا، عربی کے اندر یہ بات ایک ایسی اصولی ہوتی ہے کہ کبھی کبھی پورے جسم کو ایک حصے سے Define کیا جاتا ہے، پورے انسان کو اس کی چھوٹی چیز سے، جیسے آنکھ جہنم میں نہیں جائے گی مطلب انسان بھی نہیں جائے گا، چہرے کو جہنم سے بچالے گا مطلب انسان بھی نہیں جائے گا، مطلب پورا جسم ہی بچالیا جائے گا، کون کون سی تین آنکھیں نہیں دیکھیں گی؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

**ایک وہ آنکھ جس نے اللہ کے ڈر سے آنسو بہائے ہوں، وہ جہنم نہیں دیکھیں گی، دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں مسلمان فوجوں کی حفاظت کے لیے پہرا دیا ہو، تیسری وہ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے بچی ہو، یہ تینوں آنکھ جو ہے آگ (جہنم) نہیں دیکھیں گی** [المعجم الکبیر الطبرانی جلد نمبر 19، صفحہ نمبر 416]

حدیث میں جو پہلا ذکر ہے: جو آنکھ اللہ کے لیے روئی ہو، وہ جہنم کو نہیں دیکھیں گی، مطلب وہ جسم جہنم میں نہیں جائے گا اور اللہ کے لیے انسان تب روئے گا جب اس کو اللہ رب العزت کا تعارف

ہوگا،وہ اپنے رب کو پہچانے گا،اس نے کیا احسانات کیے ہیں وہ جانے گا،اس کے رب نے اس کے لیے کیا کیا تیار کیا وہ سمجھے گا،اس کے رب نے اس پہ کتنا رحم اور کرم کیا وہ جانے گا،تب وہ روئیگا۔

اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے جو بڑی مشہور روایت ہے :

**سات افراد ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا،اس دن جب جس دن عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایا نہ ہوگا،اس میں ایک شخص وہ ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا ہو اور اس کی آنکھیں روئی ہوں** [بخاری : 660]

اور ظاہر ہے عرش کے سائے میں ہوگا مطلب جہنم سے نجات پائے گا، مطلب وہ جنت میں جانے والا ہوگا کیونکہ یہ بہت خاص چنے ہوئے لوگ ہیں، ویسے عرش کے سائے کے علاوہ اور بھی سائے ہیں، تقریباً 12 یا 13 قسم کے لوگوں کا ذکر ملتا ہے روایتوں میں جو قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوں گے، جس میں سات اوپر والی حدیث میں بیان کئے گئے ہیں،اور دوسری روایتوں میں سورۂ بقرہ کا سایا، سورۂ آلِ عمران کا سایا، صدقات کے سائے میں لوگ ہوں گے اور بھی ایسے سائے ہیں۔

لہٰذا اس روایت میں ہے کہ جو اللہ کے ڈر سے اکیلے میں، خلوت میں، علیحدگی میں رویا ہو، تو اس آنکھ کو بھی یا اس انسان کو بھی اللہ تعالیٰ جہنم سے بچالے گا اور نجات دے گا، کتنی بڑی بات ہے، کتنی بڑی فضیلت ہے، تو ہمیں چاہیے کہ ان چیزوں کو ہم سمجھیں، ان عبادتوں کو ہم سمجھیں، رونے کا معاملہ تو اللہ کی کبریائی، بڑائی، اس کو پہچاننے کے بعد، اس کا تعارف ہونے کے بعد، اس کے رحم، جود، کرم

اور ساری چیزوں کو جاننے کے بعد انسان کو خود بخود رونا آئیگا، لہٰذا یہ وہ اعمال ہیں جو جہنم سے نجات دلانے والے ہیں، میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے سامنے رکھوں۔

ہمارا مقصد یہی ہے کہ ہم جنت میں داخل کئے جائیں اور جہنم سے بچائے جائیں، یا یوں کہوں جہنم سے بچائے جائیں اور جنت میں داخل کئے جائیں، کیونکہ یہ بات تو طے ہے ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہر آدمی جہنم پر پیش کیا جائے گا، سب کو اس پر سے گزرنا ہے۔
پل صراط پر سے سب کو گزرنا ہے اور وہاں سے لوگ گزریں گے، الگ الگ رفتاروں سے گزریں گے اور الگ الگ گناہوں کے نتیجے میں ان کے اعضاء کٹتے بھی جائیں گے، روایت میں آتا ہے، اور گرتے بھی جائیں گے، کچھ پہنچیں گے، کچھ زخمی حالت میں پہنچیں گے، کچھ مکمل طور سے پہنچیں گے، کوئی بجلی کی رفتار سے نکل کر پہنچ جائے گا اور پھر ایک جگہ جمع ہوں گے، اور اس جگہ جمع ہونے کے بعد ایک دوسرے کو سب معافی، تلافی کا ایک سسٹم ہوگا، اس مقام کو **قنطرہ** کہتے ہیں، جہاں سب جمع ہوں گے اور اللہ انکے دنیاوی معاملات کو مٹا دیں گے، اور بالکل خالص صاف شفاف دل کے ساتھ سب جنت میں جائیں گے، سب بھول چکے ہوں گے، ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ!، رنجشیں، غم، جھگڑے، فتنے، فساد، سب بھول جائیں گے! کیونکہ یہ سب ختم ہو جائے گا۔

لہٰذا ہر کسی کو جہنم پر پیش ہونا ہے، تو جو جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں ڈال دیا گیا، تو پھر کامیاب ہو گیا ظاہر سی بات ہے ہم وہ اعمال دیکھ رہے ہیں جو ہمیں جہنم سے بچاتے ہیں، نجات دلاتے ہیں، جنت میں لے جانے کا وسیلہ اور ذریعہ بنتے ہیں، ان اعمال کو ہم سمجھیں اور اپنی زندگی میں لاگو کرنے کی کوشش کریں تاکہ ان شاءاللہ العزیز ہم خود کو اور اپنی نسلوں کو جہنم کی آگ سے بچائیں، اسی پر میں اپنی باتوں کو ختم کروں گا۔

چوتھا خطبہ　　14 اگست 2026 / ۱ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ

آیئے آگے بڑھتے ہیں ان شاءاللہ العزیز کچھ اور اعمال کا اس میں اضافہ کرتے ہیں، جس کے ذریعے ہم جہنم سے نجات پا سکتے ہیں، لیکن یہ بات ہر بار ہمارے ذہن میں ہونا ضروری ہے کہ جہنم سے نجات پانے کے لیے **توحید** پر ہونا ضروری ہے، مزید ایسا نہ ہو کہ میں نے 40 دن تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھ لی پھر زندگی بھر نماز نہیں پڑھ رہا ہوں،

کیونکہ حدیث میں ہے:

**40 دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ لے تو آگ سے نجات پائے گا** [ترمذی: 241]

یا پھر میں نے حج کیا یا عمرہ کیا اور پھر میں نے حرم میں نماز پڑھ لی، چونکہ

**حرم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے** [ابن ماجہ : 1406]

اب تو زندگی بھر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں! حرم میں اس ایک نماز کا ایک لاکھ درجے ثواب ہے، لیکن اس سے ایک لاکھ نمازیں معاف نہیں ہو جاتیں، لوگ دین اور شریعت کے اندر اپنی من مانی کرتے ہیں، اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

## پوائنٹ نمبر 10: اللہ کی راہ میں چلنا

اب **اللہ کے راستے میں چلنے والے قدم** سے مراد کیا ہے؟ آیئے حدیث میں دیکھتے ہیں۔

جامع ترمذی کی روایت ہے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: **جس کے دونوں پیر اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں، انہیں جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی** [ترمذی : 1632]

غبار آلود ہوئے مطلب اللہ کی راہ میں وہ چلا ہو، جس کی وجہ سے دھول مٹی جو اڑتی ہے جس میں وہ غبار آلود ہوا، ایک عام زبان میں کہیں گے کہ وہ اللہ کے راستے میں نکلا ہو، چلا ہو، اس طرف بڑھا ہو، تو اسکے قدم غبار آلود ہوئے۔

اس کا سب سے پہلا معنٰی تو علماء لیتے ہیں قتال فی سبیل اللہ [صحیح بخاری(داؤدراز)جلد نمبر 4، صفحہ نمبر 276]
اللہ کے راستے میں جنگ کرنا، اس کے اندر جائے گا تو غبار آلود ہو گا، چہرہ بھی، جسم بھی اور پیر بھی ہوں گے۔

لیکن علماء کی بڑی جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ اس سے ہر عام چیز مراد ہے، **مطلب ہر وہ کام جس کے لیے انسان نکلا ہو خالص نیت کے ساتھ، جو کام اللہ کے لیے وہ کر رہا ہو، جس کے اندر اس کے پیروں نے کوئی مشقت کی ہو** [مترجم سنن نسائی اردو(حافظ محمد امین)جلد نمبر5، صفحہ نمبر 49-50]

ہو سکتا ہے آج ہم ایسے علاقے میں ہوں جہاں غبار آلود پیر ہو ہی نہ، جیسا کہ برف کے علاقے میں کوئی رہتا ہے تو وہاں تو غبار، دھول مٹی آئینگی نہیں! تو ظاہر سی بات ہے وہاں کیا بولیں گے، تو وہاں اس کا معنٰی ہے نکلا ہو، کوشش کیا ہو، لیکن اس کے علاوہ کسی بھی کوشش کے لیے وہ اللہ کے راستے میں نکلا ہو جس کی وجہ سے اس کے پیر غبار آلود ہوئے ہوں، اس نے تھکن محسوس کی ہو یا اس کو تکلیف ہوئی ہو وہ سب اس کے اندر مراد ہیں،

حتیٰ کہ کچھ علماء نے لکھا، **جمعہ کے لیے بھی ایک انسان آئے تو وہ بھی اس میں شامل ہے**
[صحیح بخاری (داؤدراز)جلد نمبر2، صفحہ نمبر 86]

کیونکہ جمعہ کے لیے بھی روایت میں خاص الفاظ آتے ہیں:

**جو جمعہ کے لیے پیدل نکلے اس کے لیے ایک سال کے روزے اور ایک سال قیام کا ثواب ہے۔**

[ابوداؤد : 345]

اب جو پیدل نکلے گا تو غبار آلود ہو گا، اسے مشقت ہو نگی، تو ہر وہ کام جس کے لیے آپ نکلے ہوں، جس کے لیے آپ کو مشقت ہوئی ہو، اپنے قدموں سے اس راستے پر چلے ہوں، وہ ساری چیزیں ان شاءاللہ العزیز ہم اس میں ڈال سکتے ہیں۔

ایسا کام جو آپ نے اللہ کے لیے کیا ہو، اس کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جہنم کو حرام کر دیتا ہے، مطلب وہ لوگ جہنم میں نہیں جائیں گے، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم کوشش کریں کہ اللہ کی راہ میں ہم نکلیں، اس کا معنیٰ کیا ہے؟ **اللہ کے راستے میں ہم کوششیں کریں**، اب یہ کوشش کچھ بھی ہو سکتی ہے: جیسے،

- توحید کے راستے پر چلنے کی کوشش،
- لوگوں کو توحید کی طرف بلانے کی کوشش،
- نماز کو جانے کے لیے کوشش،
- لوگوں کو نماز کے لیے بلانے کی کوشش،
- اچھائی کا حکم دینے کے لیے نکلنا،
- برائی سے روکنے کے لیے نکلنا۔

کئی کام ہیں دین اور شریعت کے جو ہم کر سکتے ہیں، جس کی وجہ سے ان شاءاللہ العزیز ہم یہ فائدہ اٹھائیں گے کہ جہنم کی آگ ہم پر حرام کر دی جائے گی اور ہم نے یہ دیکھا تھا کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر اللہ چاہتا ہے کہ ہماری مغفرت کرے، **اللہ کا اصل مقصد ہمیں جہنم میں ڈالنا نہیں ہے وہ تو چاہتا ہے ہم جنت میں جائیں**، تو اس کی مغفرت بس تلاش کر رہی ہے کہ انسان کچھ کرے، لہٰذا ہم اللہ کے راستے میں نکلیں اور اللہ کے راستے میں کوشش کریں، اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ دے گا اور سب

سے بہترین چیز یہ ہے کہ ہم جہنم سے بچا لیے جائیں گے اور ظاہر سی بات ہے جو جہنم سے بچ جائے گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔

## پوائنٹ نمبر 11: بیٹیوں کی پرورش اور ان کی تربیت کرنا

اس سے پہلے کہ ہم بیٹیوں کی پرورش اور ان کی تربیت کے تعلق سے کچھ باتیں دیکھیں، تو یہ بات میں آپ کو بتا دوں: بیٹی رحمت ہے لیکن بیٹا زحمت نہیں ہے یہ بات بھی سمجھ لیں، ورنہ جب بھی بیٹیوں کے فضائل کے بارے میں بات آتی ہے تو کچھ لوگ اس کو بیٹوں کے خلاف بات کرنے کا ایک مشن سمجھ لیتے ہیں، **ارے بھائی! تم کو صرف لڑکے ہیں، تم تو رحمت سے محروم ہو** ، ایسا نہیں ہے۔

اولاد اللہ کی رحمت ہے ، چاہے بیٹا ہو یا بیٹی ہو، یہ الگ بات ہے کہ اللہ رب العزت نے ایک کی پیدائش پر Special Discount دیا ہے، خصوصی چھوٹ اور رعایت دی ہے، لیکن اس سے دوسرا فریق کمزور نہیں پڑتا، میں یہ اس لیے وضاحت کر رہا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ آدمی اس معاملے میں غلط فہمی کا شکار ہو۔

چونکہ عرب کے علاقے میں ایک عام رواج تھا کہ بیٹیوں کو برا سمجھا جاتا تھا، پیدا ہوتے ہی دفنا دیا جاتا تھا، بیٹی کی پیدائش کو اتنا برا مانا جاتا تھا کہ اللہ رب العزت نے قرآن میں بیان کیا کہ:

**جب بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ کالا پڑ جاتا تھا** [سورۃ نحل 58 : 16]

جیسے کہ انسان کو آکسیجن نہ ملنے سے اس کا چہرہ نیلا ہو گیا، ڈر کے مارے پیلا ہو گیا، تو اس کا رسوائی سے کالا ہو جاتا تھا، یہ اتنا برا محسوس کرتا تھا کہ لوگوں سے منہ چھپاتے پھرتا تھا، سوچتا تھا کیا کروں اس کے ساتھ! یہ وہ زمانے کا ماحول تھا جب عورت کو بیچنے اور خریدنے کی چیز سمجھا جاتا تھا۔

اس زمانے میں نبی اکرم ﷺ آکر بیٹی کی پیدائش پر بشارتیں دے رہے ہیں، بیٹی کی پیدائش پر خوشخبریاں دے رہے ہیں، تو اس چیز کو سمجھنا بہت ضروری ہے، آیئے سب سے پہلی چیز ہم یہ جانیں کہ اولاد اللہ کی نعمت ہے اور اللہ نے قرآن میں یہ بات بیان کر دی کہ:

**اللہ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے دونوں دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عقیم (بغیر اولاد کے) رکھتا ہے** [سورۃ شوری 49-50 : 42]

یہ اللہ کی مرضی ہے اللہ جس کو جو چاہتا ہے وہ عطا کرتا ہے؛ مطلب صرف لڑکے، صرف لڑکیاں، لڑکے لڑکیاں یا اس کو بے اولاد رکھتا ہے، یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے، اسی طرح لڑکی کی پیدائش کے لیے شریعت نے ہم کو بشارت دی، خوشخبریاں سنائیں ہیں، لیکن آج بھی ہم دیکھتے ہیں اس سماج کے اندر ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو لڑکی کی پیدائش کو برا مانتے ہیں، ایک عجیب چیز لڑکی کی پیدائش پر یہ ہے کہ اس کی ہم جنس ہی سب سے زیادہ اس سے ناراض ہوتی ہے! مطلب ایک لڑکی پیدا ہوئی، تو سب سے زیادہ ناراض کون ہو رہا ہے معلوم؟ جو خود ایک عورت ہے! ساس کا چہرہ بدل گیا، ارے اس کا چہرہ کیسے بدل سکتا ہے؟ ایک فطری چیز ہے کہ ہم جنس ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، مطلب ایک جیسے Genders ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، عورتیں پسند کرتی ہیں عورتوں میں رہنا، مرد پسند کرتے ہیں مردوں میں رہنا، اور یہاں اسی سے سب سے زیادہ نفرت ہے! مطلب ساس ہی بول رہی ہے کہ **کیا تماشا لائی ہو تم نے**! اگر یہی بات ساس اپنی پیدائش پر سوچ لے کہ اس کے گھر والے بھی ایسا سوچتے تو، اس کو کتنا برا محسوس ہوتا؟ لیکن وہ سوچ نہیں رہی ہے!، لفظاً کچھ بولا جا رہا ہے، عمل سے کچھ اور ہی دکھایا جا رہا ہے، مطلب لڑکا پیدا ہو گیا تو زمین سے اچھل اچھل کے چل رہا ہے، لڑکی پیدا ہو گئی تو اللہ نے رحمت دی بول کے آنسو بہہ رہے ہیں، بھائی یہ سمجھ میں

نہیں آرہا! کہ لڑکا پیدا ہو گیا تو زمین سے اچھل رہے ہیں، مٹھائیاں بانٹ رہے ہیں، لڑکی پیدا ہو گئی تو بولے اللہ کے شکرانے میں رو رہے ہیں، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا، ہاں کسی کے خاندان میں لڑکی پیدا ہی نہیں ہوتی، تو سمجھ میں آتا ہے کہ ان کو رونا آیا، لیکن یہ سب سمجھ میں آتا ہے کہ آدمی اپنے اخلاق سے، اپنی عادت اور اطوار سے، اپنے حال احوال سے، اپنے چہرے سے، اپنے ہاؤ بھاؤ سے، یہ فرق کرتا ہے، لیکن شریعت نے نہیں کیا۔

**نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک صحابی تھے ان کا بیٹا آیا، اس نے اس کا بوسہ لیا اور اسے اپنی گود میں بیٹھا لیا، اس کے بعد اس کی بیٹی آئی، اس نے اسے اپنے ساتھ بیٹھا لیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کے درمیان انصاف کیوں نہیں کیا؟ یعنی بیٹے کا بوسہ لیا اور بیٹی کا نہیں لیا**

[سلسلۂ احادیث صحیحہ : 2994]

تو شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا، میں تو اپنے الفاظ میں کہتا ہوں کہ جس نے لڑکی کی پیدائش پر **جلیبی** اور لڑکے کی پیدائش پر **پیڑے** بانٹے، اس نے بھی ظلم کیا اس لیے کہ **جلیبی** ایک سستی مٹھائی ہے اور **پیڑا** ایک مہنگی مٹھائی ہے، تو **کیوں آپ نے خوشی میں فرق کیا؟** کہ مہنگی مٹھائی لڑکے کے لیے اور سستی لڑکی کے لیے، کیونکہ یہ تو Investment ہے نا، **لڑکا کچھ نہ کچھ لائے گا اور لڑکی تو جانے والی ہے**، تو شروع سے ہی آپ سستا خرچ کرنا چاہ رہے ہیں، یہ بھی ظلم ہے چونکہ شریعت نے فرق نہیں کیا۔

لڑکیوں کا معاملہ ایسا ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے، بہت ساری عورتیں کوستی ہیں اپنی بہوؤں کو کہ **تمہاری وجہ سے لڑکی ہو گئی** تو میں یہ بتا دوں، اگر کسی بھی انسان کو سائنس کا تھوڑا بہت بھی علم ہو گا تو وہ جانتا ہے: لڑکا اور لڑکی جو پیدا ہوتے ہیں، وہ تو خیر ماں سے ہی پیدا ہوتے ہیں، لیکن جو جینس

(Genes) باپ سے جاتا ہے جس کی وجہ سے لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ جینس ماں میں ہوتے ہی نہیں، عورت کے پاس صرف X X کروموزوم (Chromosome) کا Set ہوتا ہے اور مرد کے پاس X اور Y دو کروموزومز کے سیٹ ہوتے ہیں، اگر مرد کا X اور عورت کا X ملتا ہے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے، اور مرد کا Y اور عورت کا X ملتا ہے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے، لیکن دونوں ہی معاملے میں باپ ذمہ دار ہے، مطلب اللہ نے باپ کو ذریعہ بنایا ماں کو نہیں بنایا۔

تو ایک ساس کا اپنی بہو کو کوسنا بے معنٰی ہے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے کو کوسے کہ **تو لڑکا نہیں پیدا کر سکا** بہو کو تو کچھ بولنا ہی نہیں چاہیے، بیٹے سے کہو **بیٹے شرم آنی چاہیے تو لڑکا پیدا نہیں کر سکا** لڑکی کو کیوں بول رہے ہیں لڑکی کے پاس تو اللہ نے وہ صلاحیت ہی نہیں دی، سائنس بھی یہ بتا رہی ہے کہ یہ کام لڑکے کی طرف سے ہوتا ہے۔

لڑکیوں کی پرورش بڑی اہم چیز ہے، صحیح بخاری اور مسلم میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

**جو شخص بھی اس طرح لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی** [بخاری : 5995]

کیا فرمایا جس شخص کو ان بیٹیوں کی وجہ سے آزمایا جائے، مطلب لڑکیوں کی وجہ سے اسے ٹیسٹ کیا گیا، لیکن اس کے باوجود بھی اس نے ان کے ساتھ اچھائی کی، انکی اچھی تربیت کی، اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کیا یہ لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔

ایک روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا:

**جس کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی تنگدستی اور خوشحالی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان بچیوں پر رحمت کرنے کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل کر دے گا، ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے**

رسول! اگر دو لڑکیاں ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ دو ہوں، اس نے پھر کہا: اور اگر ایک ہو اے اللہ کے رسول! ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ ایک بھی ہو [الفتح الربانی : 9046]

لڑکی سے آزمانے کا مطلب لڑکی کی آزمائش نہیں ہے بلکہ اولاد ہی آزمائش ہے، چونکہ یہ بات قرآن میں گزر چکی ہے:

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ [سورۃ أنفال 28 : 8]

اور جان لو کہ مال اور اولاد آزمائش ہیں

تو اس میں لڑکا اور لڑکی کا فرق نہیں ہے، لیکن لڑکیوں سے انسان Test کیا جاتا ہے اور ہر زمانے میں کیا گیا، مشرکین مکہ لڑکیوں کو مار دیتے تھے، ہمارے لیے ان کو بچانا، پیدا کرنا اور بڑا کرنا ایک Test ہے، اس کے بعد بھی آج لوگ یہ کہتے ہیں **بھائی شادی میں بہت خرچہ ہوتا ہے تو نعوذ باللہ وہ پیدائش سے پہلے ہی Test کرالو اور صفایا کر دو۔**

وہ آزمایا گیا جس نے تربیت کی اور برداشت کیا، مطلب صبر کیا ان کی تربیت کے اندر، بہر حال شادی پر صبر بولیے، خرچے پر صبر بولیے، حالات پر صبر بولیے، مشکلات پر صبر بولیے یہ سب اس میں شامل ہیں

ایک روایت میں آتا ہے:

جس شخص نے دو لڑکیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن وہ اور میں اس طرح آئیں گے، اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملایا [مسلم: 6695]

تو ہمیں چاہیے کہ اپنی بچیوں کی تربیت کریں، لیکن یہاں جو بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ جوان بیٹیوں کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا گیا جس کی وجہ سے آپ کو اجر ملے گا، جہنم سے نجات ملے گی لڑکیوں کی

تربیت لڑکوں سے زیادہ اہم ہے،**اب آپ کہیں گے کیوں؟** لڑکے تو سماج چلاتے ہیں،لیڈر شپ کا ذمہ لڑکوں کو دیا گیا ہے، لیکن پیدا تو یہ لڑکیوں سے ہی ہوتے ہیں، جو لیڈر کھڑے ہوں گے وہ ماؤں کی وجہ سے کھڑے ہوں گے ماؤں کی وجہ سے پیدا ہو کے آئیں گے، لیکن ہمارے پاس حال یہ ہے: **بچی کا کیا ہے،اب بس شادی ہو جائے گی،جوان ہوتے ہی چلی جائے گی،تو اصل خرچ بچے کی تعلیم پر کرو،اصل تربیت بچے کی کرو،** اب سماج نے یہ مزاج بنالیا ہے بچیوں کا یہ حال کر دیا کہ ہاتھ کا چھالا بنا دیا،**ان کو یہ نہیں بولنا،ان کو پریکٹیکل لائف میں مت ڈالو،کام مت کراؤان سے،پڑھائی کے لیے ان کو مکمل طور سے چھوڑدو،** اس کو اتنا بڑھادیا ہے خاص طور پر شہروں میں، نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی شادی کی عمر آتے آتے آپ اپنے سر کے بال نوچ رہے ہوں گے!

سماج اور خاندان میں لڑکے کی بغاوت وہ نقصان نہیں پہنچاتی جو لڑکی کی بغاوت نقصان پہنچاتی ہے، میں برائی سے نہیں کہہ رہا ہوں سمجھیں اس چیز کو، تربیت کریں، آزمائش سے مراد تربیت کی آزمائش، تعلیم کی آزمائش، پروان چڑھانے کی آزمائش، نکاح کرنے کی آزمائش! تو ہم وہ ٹیسٹ سے گزرنا نہیں چاہتے، ہم یہ بول سکتے ہیں بچیوں میں بگاڑ آ گیا، فلاں ہو گیا، لیکن سوال یہ ہے **بگاڑ آیا کیسے؟اس کی ماں کہاں تھی؟** پتہ چلا اس کی ماں بھی تربیت یافتہ نہیں تھی، جس کی وجہ سے بچی بھی تربیت یافتہ نہیں ہوئی،تو یہ بہت اہم چیز ہے،لڑکی کی پیدائش پہ بشارتیں کیوں دی جارہی ہیں؟اس لیے کہ ان کا سدھار سماج کا سدھار ہے ان کا بگاڑ سماج کا بگاڑ ہے، مطلب سب سے اچھی چیز کا بگاڑ ہی سب سے زیادہ نقصان دیتا ہے۔

حدیث میں فرمایا گیا کہ:

**بنی اسرائیل کا فتنہ عورتوں سے شروع ہوا تھا** [مسلم : 6948]

## اس امت کا فتنہ مال ہے [ترمذی : 2336]

یہ بہت اہم چیزیں ہیں، تو بچیوں کی تربیت کے لیے محنت کرو ان کی تربیت پر پیسہ خرچ کرو، ان کے تعلق سے کوششیں کرو تاکہ یہ اچھے بنیں، بااخلاق باکردار بنیں، اس کے بعد ایک نسل آئے گی جو ان سے پروان چڑھے گی وہ بااخلاق باکردار ہو گی، اس لیے کہ بچہ باپ کے مقابلے میں ماں کے عقیدے پر ہوتا ہے، بچہ باپ کے مقابلے میں ماں کے اخلاق پر ہوتا ہے، اسی لیے لڑکی کی تربیت پر اتنی بشارتیں آرہی ہیں، تین کی پرورش کردے، دو کی پرورش کردے، یا ایک کی پرورش کردے، یہ **بشارتیں کیوں آرہی ہیں؟** وجہ ہو نگی نا کچھ نہ کچھ! جب پانچ وقت نماز پڑھے تو بہت فائدہ ہو گا لیکن نماز پڑھنے میں تھوڑی مشقت تو ہے اور جب مشقت ہے تو اجر بھی ہے، روزہ مشقت سے ہے تو اجر بھی ہے، زکوۃ دینا مشکل ہے دل تو بولتا پورا میں نے کمایا میرے پاس ہونا پھر بھی خرچ کر رہے ہیں مشقت ہے تو اجر بھی ہے، حج کو جارہے ہیں اپنا مال خرچ کر رہے ہیں صحت لگا رہے ہے تجارت چھوڑ کے جارہے ہیں، گھر بار چھوڑ رہے ہیں، مشقت ہے تو اجر بھی ہے۔

میں بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ اگر غلطی سے دونوں پر محنت نہیں بھی ہوئی اور اگر لڑکی پہ خالی محنت ہو جائے تو اگلی نسلوں کے لڑکے خود سدھر جائیں گے چونکہ مائیں ان کی سدھری ہوئی ہوں گی، بچیوں کے معاملے میں میں ڈرا نہیں رہا ہوں، بچیوں کے خلاف بھڑکا نہیں رہا ہوں، تربیت کی بات کر رہا ہوں، ویسے بچے بچی دونوں کی تربیت ہونا چاہیے چونکہ حدیث میں لڑکی کی تربیت کی اتنی فضیلت آئی ہے اس لیے یہاں صرف لڑکی کی بات کر رہا ہوں، تو بچیوں کی تربیت اچھے سے کیجیے، یہ بچیاں جہنم سے پردہ بن جائیں گی، یہ بچیاں جہنم سے آڑ بن جائیں گی، یہ بچیاں نجات کا ذریعہ بن جائیں گی لیکن اس کے لیے والدین کی کوششیں بڑی اہم چیز ہیں۔

## پوائنٹ نمبر 12: مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرنا

صحیح الجامع کی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنے بھائی کا غائبانہ دفاع کرتا ہے تو اللہ کا اس پر حق ہے کہ اسے جہنم سے آزاد کردے

[ صحیح الجامع الصغیر : 6240]

یعنی کوئی آدمی کسی کے بارے میں برا بول رہا ہے اور جو وہاں موجود نہیں ہے، اسکی غیبت کر رہا ہے، چغلی کر رہا ہے،، پیٹھ پیچھے بات کر رہا ہے، Backbiting کر رہا ہے، اس کے بارے میں برا کہہ رہا ہے، تو یہ آدمی اس کا دفاع کر رہا ہے،

نبی ﷺ فرمارہے ہیں: **اللہ تعالیٰ اس شخص کو دفاع کرنے کی وجہ سے جہنم سے آزاد کردیتا ہے۔**

کتنا بڑا عمل ہے کسی کا دفاع کرنا! یعنی جو شخص برائی کر رہا ہے اسے برائی کرنے سے روکنا، اسکے برعکس ہمارے پاس تو یہ ہے کہ کوئی تو شروع کرے، **اچھا ماشاءاللہ، آپ نے شروع کردیا اور آپ نے بولا تو میں دوسرا پوائنٹ ایڈ کردیتا ہوں، آپ نے تو خالی یہ دیکھا، میں نے تو یہ بھی دیکھا،** غور فرمائیں، جو شخص سامنے موجود ہی نہیں وہ کیسے صفائی پیش کرے کہ اس نے کیا کیا، کیوں کیا اور آپ اس کی غیبت کر رہے ہیں، چغلی کر رہے ہیں۔

اسلام نے کہا: **برے القاب نہ دو** [سورۂ حجرات 11 : 49] ، کیا کہا؟ **برے القاب نہ دو کوئی کسی کو**، یعنی برے نام نہ دو، Nick Names آپ دے سکتے ہیں لیکن برے نام نہ دو، کیونکہ برے القاب سے منع کیا چونکہ یہ اچھی چیز نہیں ہے، اس کو بھی منع کیا۔

نبی کریم ﷺ مدینہ آئے، مدینہ آنے کے بعد آپ نے کہا:

**بسااوقات نبی اکرم ﷺ انہیں (صحابہ) ان کا کوئی ایک نام لے کر پکارتے، تو آپ سے عرض کیا جاتا: اللہ کے رسول! فلاں شخص فلاں نام سے غصہ ہوتا ہے** [ابن ماجہ: 3741]

یعنی لوگ ایک دوسرے کو نام کے مقابلے میں چڑ سے پہچانتے تھے، تو آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ: **کوئی کسی کو برے القاب نہ دے** [سورۂ حجرات 11 : 49]

برے القاب مطلب Bad Nick Names یعنی ایسا نام جو کسی کے سامنے یا پیچھے بولے تو اس کو برا لگتا ہے، ہاں کسی کو اگر وہ برا نہیں لگتا ہو تو نام لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر برا لگتا ہے تو نہیں لے سکتے آپ، حرام قرار دیا گیا ہے، پھر یہ تو خالی نام پکارنے کے بارے میں ہے، اب آپ اس کی غیبت کرینگے تو جان لیجیے کہ غیبت کرنے کو حرام قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ:

**اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو** [سورۂ حجرات 12 : 49]

تو یہاں غیبت کو حرام قرار دیا، اب یہ آدمی دوسرے کے سامنے غیبت کر رہا ہے اور سامنے والا بھی سن رہا ہے، آپ نے سننا نہیں ہے، آپ نے دفاع کرنا چاہیے، بولنا چاہیے: **ایسا نہیں ہے وہ جب رہے گا تب ہم ان شاءاللہ بات کریں گے، ابھی نہیں، یہ خواہ مخواہ کیوں بات کرنا ہے جب کہ وہ موجود نہیں ہے؟**، تو ان شاءاللہ اللہ تعالی جہنم سے اس شخص کو آزادی دے گا۔

ایک مومن بھائی کی عزت کیا ہے، سمجھ میں آرہا ہے اس سے؟ کہ دفاع کرنے کے نتیجے میں جہنم سے آزادی! تو دفاع نہ کرکے الزام لگانے میں، بہتان لگانے میں، چغلی کرنے میں، غیبت کرنے میں اس

کاالٹا ہو گا! کیا ہو گا؟ جہنم میں داخلہ! اور غیبت بہت بڑا جرم ہے کسی کے پیٹھ پیچھے بات کرنا، جس کو ہم Backbiting کہیں گے، **اگر منہ پر بولنے کی ہمت نہیں ہے تو پیٹھ پیچھے مت بولو**، جب یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کے سامنے بات کرو تو پیچھے بھی مت کرو اور اگر کوئی میرے سامنے کرتا ہے تو میں کہوں گا: **بھائی ایک منٹ! وہ شخص موجود نہیں ہے، میں اس کو جانتا بھی نہیں ہوں، یہ جو آپ بول رہے میں نے دیکھا بھی نہیں ہے، Please آپ یہ مت کیجیے، یہ درست نہیں ہے** اور میں اس کے دفاع میں کھڑا ہو جاؤں گا تو مجھے یہ فائدہ ان شاءاللہ العزیز ملے گا۔

لیکن یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ کچھ جگہ غیبت کرنا واجب بھی ہے وہاں ہم نہیں کرتے، وہاں تو منہ بند ہے، اب آپ بولیں گے: **اچھا غیبت کر سکتے ہیں کچھ جگہ؟** ہاں کرنا ہے ہمیں! جیسے آپ کے پاس کوئی شخص آئے اور کہے: **میری بیٹی کیلیے کسی لڑکے کا رشتہ آیا ہے** آپ کو پتہ ہے لڑکا برا ہے بولنا پڑے گا! یہاں منہ بند کر کے بیٹھ جاتے، ان کا تو رشتہ ہو گیا، اب ان کے بیچ میں کیا بولنا، دو مہینے بعد پھر وہ آدمی ملا، ارے طلاق ہو گئی، تو کہتے ہیں **ہم کو تو پہلے سے معلوم تھا! شرابی، کبابی، جواری، ادھر کی ٹوپی ادھر، فلاں فلاں**، تو تب کیوں نہیں بولا تھا؟ تو جہاں غیبت کرنا ہے وہاں منہ بند ہے اور جہاں حرام ہے وہاں منہ چالو! مجلس میں دو عورتیں پہنچ گئیں تیسری کی غیبت وہ تینوں مل گئیں تو چوتھی کی غیبت، بلکہ آج کل تو مردوں کی مجلسیں، کشوں کے ساتھ، چسکیوں کے ساتھ، حقوں کے دھوئیں کے ساتھ چل رہی ہیں **پڑوسی کا کیا ہوا؟ تیرے محلے میں کیا ہوا؟، وہ شخص کیسے بھگا کے لایا؟ اس کا کیا چل رہا ہے؟ اس کا فلاں ہے، وہ ڈوبا کیا؟ یہ اٹھا کیا؟ انہوں نے کتنا حرام کمایا**؟ پوچھا گیا ارے بھائی! اسکا Background معلوم ہے کیا آپکو؟ جواب ملے گا، **نہیں! لیکن اتنا پیسہ ایکدم کہاں سے آتا ہے؟**، ارے بھائی اللہ دے رہا ہو گا۔

عورتوں کا حال بھی عجیب ہے ! جس طرح اگر زیادہ کھانا ہے تو اچار کے اضافے سے دیکھیے آپ کی تھوڑی بھوک بڑھ جاتی ہے، بس اسی طرح بات کرنا ہے تو اس میں غیبت، چغلی، بہتان، الزام تراشی، برے القاب، کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے ! ورنہ ایسے کیا مولویوں کی جیسی بات، کوئی آرہا اور کوئی کسی کی غیبت نہیں کررہاہے اور یہ غیبت اور چغلیوں کا ماحول اس Level تک چلا گیا کہ جمعہ کے خطبے اور منبر بھی باقی نہیں بچے ! ہر تحریک دوسری تحریک کی غیبت کررہی بس، ہر شخص دوسرے شخص کے بارے میں یہی کررہاہے، ہر فرد دوسرے فرد کے بارے میں یہی کررہاہے لیکن دعوتوں میں جب یہ لوگ مل رہے ہیں، یہی دولوگ جو ایک دوسرے کے خلاف تقریروں میں بات کررہے تھے، کھانا کھاتے وقت ایک دوسرے کو نلیاں جھٹک کردے رہے ہیں ! وہاں نہیں بول رہے کہ **بھائی صاحب، آپ میں یہ گڑبڑ ہے، میں نے تو جمعہ خطبے میں یہ بولا آپ کے بارے میں،** تو مطلب یہ اتفاق کا مرکز ہے دسترخوان اور دعوتیں، اور باقی ساری جگہ اختلاف کا مرکز رہیں گے۔

تو یہ سب ہورہاہے، جب آپ کسی کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ گمراہ ہے تو بات کیجیے اس سے اور اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کیجیے اپنے درجے اپنے مقام اور اس کے درجے اور اس کے مقام کے اعتبار سے، لیکن وہاں بات ہی نہیں کرتے جب مل رہے ہیں، لیکن دوسری طرف آپ اس کو برا بولتے ہیں، تو بہر حال، اپنے مسلمان بھائی کا دفاع کرنا بہت اہم کام ہے، ہم کبھی بھی کسی درجے میں غیبتوں میں شامل نہ ہوں اور جہاں ضروری ہے، وہ یہ مقام ہے کہ جب آپ سے کوئی پوچھ رہا ہو، میں کاروبار کرنا چاہتا ہوں فلاں شخص سے Partnership کررہا ہوں اور آپ کو پتہ ہے یہ دھوکے باز ہے تو بولنا چاہیے **میرے بھائی ! بالکل نہیں، یہ دھوکے باز ہے** یہاں بولنا پڑے گا، لیکن جہاں بولنا ہے، وہاں منہ بند، جہاں نہیں بولنا ہے وہاں منہ کھلا ہے ہمارا ! چونکہ جہاں نہیں بولنا ہے، وہاں آسانی

ہے، جہاں بولنا ہے، وہاں مشکل ہو جائے گی، وہ آدمی ویریفائی کرے گا، پوچھے گا: **تم کو کیسے معلوم؟ اس کے کاروبار میں کیا کیا تھا؟** تو آپ یہاں نہیں چاہتے ہمت کرنا، لیکن دوسری جگہ آخرت میں جواب دینے کے لیے تیار ہیں، دنیا میں جواب دہی سے ڈر رہے ہیں، کیونکہ آپ بولیں گے: **بچی کا رشتہ مت کرو** تو ہو سکتا ہے وہ بول دے جاکے اس کو، تو آپ کو ڈر لگ رہا ہے لیکن آخرت کا ڈر نہیں لگ رہا ہے جب اس کے پیچھے اس کی غیبت کر رہے ہیں، کچھ جگہ ضروری ہے لیکن عمومی طور سے نہیں، عمومی طور سے یہ سب چیزیں منع ہیں۔

## پوائنٹ نمبر 13: حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرنا

۱۳واں اور آخری پوائنٹ ہم دیکھیں گے، جو عمل جہنم سے ہمیں بچا سکتا ہے وہ ہے: **حسنِ اخلاق** اچھے کردار کا مظاہرہ کرنا، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا، یہ بھی جہنم سے نجات کا ایک اہم ذریعہ ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

**جہنم کی آگ لوگوں کے قریب رہنے والے، آسانی کرنے والے، اور نرم اخلاق والے پر حرام ہے**

[ترمذی: 2488]

آسانی مطلب سخت مزاج نہیں اور نرم دل ہو، مسلمانوں سے قریب ہو، ظاہر سی بات ہے کسی کے بھی قریب رہیں گے تو Test ، آزمائشیں، تکلیفیں آتی ہیں، جب دنیا سے آپ دور رہیں گے تو کوئی آزمائش نہیں آتی، نزدیک رہیں گے تو ساری چیزیں ہونگی، اس کی وجہ سے اللہ تعالی اس پر جہنم حرام قرار دیتا ہے۔

**کیوں کہا جا رہا ہے دل نرم ہو، آسان ہو اور مسلمانوں سے قریب ہو؟** چونکہ یہ کام جو بھی کرے گا دنیا میں وہ آزمایا جائے گا، ایک آدمی کسی کی مصیبت دیکھ کے پیسہ دے رہا ہے، لوگ اس کو لوٹنے کا مرکز

بنادیتے ہیں چونکہ نرم دل ہے، ایک آدمی لوگوں کے لیے خیر خواہی چاہتا ہے، تو لوگ بولتے ہیں اب **تو ہی پوری خیر خواہی کر ہم نہیں کریں گے، جیسے تم نے امت کے لیے مسئلہ اٹھایا، اب تم ہی آگے بڑھتے رہو ہم ساتھ نہیں ہیں تمہارے،** وہ بیچارہ اس سے آزمایا جاتا ہے، ٹیسٹ کیا جاتا ہے، لوگوں میں آپ زیادہ گھل مل کے رہیے آپ ٹیسٹ کیے جاتے ہیں، وہ آپ کو کچھ بول دے گا، آپ کے ساتھ کچھ کر لے گا، بعد میں Sorry بولیں گے ٹھیک ہے، لیکن اب ایک آدمی جو شہر سے دور رہا ہو، نہ کسی میں آتا ہے نا کسی میں جاتا ہے، نہ کسی سے لینا نہ کسی کا دینا، وہ آزمایا بھی نہیں جاتا، لیکن مسلمانوں میں رہنے سے ٹیسٹ کیا جا رہا ہے تو اللہ تعالی اس پہ جہنم حرام قرار دیتا ہے۔

آیئے اب آسانی کرنے کا مطلب سمجھتے ہیں، آسانی کرنے والا مطلب لوگوں کو سہولت دینے والا ہو اور ظاہر ہے جب کوئی سہولت دے گا تو لوگ اس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں، یہ بات تو آپ نے دیکھی بھی ہوگی، جب میں نے فلاں کو پانی پینے کی اجازت دی تو اس نے پورا رنجن ہی لے کے چلا گیا، آپ نرم تھے اس نے آپ کی نرمی کا غلط فائدہ اٹھایا، لیکن اللہ تعالی تو اس کا اجر دے گا آخرت میں۔

نرم دل ہونے کی وجہ سے کئی اعمال آپ کر لیتے ہیں کوئی مانگنے آیا، آپ کا دل بولتا ہے: **چلو دے دینا چاہیے** ، کسی نے رو دیا آپ کے سامنے تو آپ مدد کے لیے چلے گئے، جو لوگ سوشل سروس کرتے ہیں، سوشل ورکرز ہیں، ان کے ساتھ یہ اکثر ہوتا ہے، کسی کے معاملے میں گئے، ان پر ہی ایک مصیبت آگئی، لیکن انہوں نے یہ معاملہ جو کیا، اچھائی اور خیر خواہی کے لیے کیا، اسی طرح لوگوں کے قریب رہنے میں آپ آزمائے جائیں گے، لوگوں سے دور ہو گے تو آزمائش بھی نہیں، تو پھر اس کے بدلے اللہ تعالی یہ فائدہ ہم کو نہیں دیتا ہے، آسان ہو یعنی ملنسار ہو، قریب ہو یعنی مسلمانوں میں گھل

مل جاتا ہو، نرم دل ہو یعنی متواضع مزاج کا ہو یعنی نہ سخت ہو نہ بہت زیادہ نرم کہ کوئی آ کے اس کو دھوکہ دے رہا ہو، بیوقوف بنا رہا ہو، تو جب انسان یہ کرتا ہے تو اس کو آخرت کا فائدہ ہوتا ہے۔

چونکہ اچھے اخلاق جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنتے ہیں، اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

**میزان میں سب سے بھاری اعمال، حسن الخلق! اچھے اخلاق ہونگے** [ابوداؤد : 4799]

یعنی جب ترازو میں اعمال تولے جائیں گے تو سب سے زیادہ وزنی جو چیز ہوگی وہ اچھے اخلاق ہوں گے۔

ایک اور روایت میں فرمایا:

**مومن اپنی خوش اخلاقی سے روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے**

[ابوداؤد : 4798]

اچھے اخلاق معمولی چیز نہیں، اچھے اخلاق کی بنیاد پر آخرت میں فیصلے ہونے والے ہیں، لہٰذا اچھے اخلاق بڑی اہم چیز ہے، جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اچھے اخلاق اپنائیں، اچھے اخلاق مشکل چیز ہے لیکن اچھے اخلاق کا فائدہ یہ ہے کہ اچھے اخلاق اگلی نسل میں ٹرانسفر ہوتے ہیں! آپ بولیں گے کیسے؟ Scientifically کیسے، میں شاید نہیں بتا پاؤں گا لیکن میں آپ کو Logical Reason بتا سکتا ہوں، آپ کا چھوٹا بچہ ہے، اس نے دادا کو کبھی نہیں دیکھا اپنی زندگی میں، یعنی اس کے پیدائش سے پہلے دادا کا انتقال ہو چکا تھا، لیکن آپ دیکھیں گے کہ یہ سو رہا ہے تو وہی انداز میں سو رہا ہے! تو آپ کیا بولتے **ارے پورا ہمارے ابا کے جیسا سو رہا ہے** کس نے سکھایا اس کو یہ بات؟ دادا تو تھے ہی نہیں، دادا کو تو دیکھا بھی نہیں! کیسا سو رہا ہے پھر؟ کہاں سے آئی یہ صفتیں اس کے اندر؟ وہ اخلاق ہے جو وہ ٹرانسفر ہوئے وہ چیزیں جنس سے Pass on ہوئی، تو اچھے اخلاق اپنانا

مشکل ہوتا ہے لیکن اس کا دنیا اور آخرت میں فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب آپ اس کو اپنا لیتے ہیں تو وہ اگلی نسل میں ٹرانسفر ہوتے ہیں، جس کا اجر کس کو ملے گا؟ آپ کو ملے گا کہ آپ کی وجہ سے یہ ہوا، آپ نمازی تھے تو نسلیں بھی نمازی نکلی، آپ فلاں کرتے تھے تو نسلوں نے بھی وہ کیا، ایسا بھی واقعہ آپ نے سنا کہ: **یار یہ بچہ اتنا شرارتی ہے، چوری کر رہا**، اب لوگ بولیں گے: کیا وجہ ہے اس کی؟ **یہ دیکھو اب گھر میں تو کسی کو عادت نہیں چوری کی، لیکن تھے ایک صاحب ان کی عادت آگئی بچے کے اندر**، وہ کیسے آئی؟ اس بچے نے نہیں سیکھا، لیکن ان کی وہ عادتیں ٹرانسفر ہوئی اگلی نسل میں، تو یہ ایک اہم چیز ہے،

## ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ان کے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں، نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ان میں کوئی سیاہی مائل سفید اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر یہ کہاں سے آگیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر یہ پڑا ہوگا، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہوگا [بخاری : 5305]

جب اچھے اخلاق آپ اپنا لیں گے، آج نہیں تو اگلی نسلوں میں وہ اچھے اخلاق آئیں گے اور اگر آپ برے اخلاق اپنائیں گے تو آج نہیں تو کل یہی آپ کی اولاد میں آئیں گے، اس لیے اچھے اخلاق کا اتنا اجر ہے تو اس کا نقصان بھی بہت بھیانک ہو سکتا ہے، اس لیے تو اس کا اجر بھی کہا جارہا ہے: جہنم سے نجات اچھے اخلاق کی وجہ سے!

بہر حال، اسی بات پر میں اپنی بات کو ختم کروں گا اور آج جہنم سے نجات دینے والے اعمال سیریز کو ہم مکمل کریں گے، ہم نے اس کے اندر 13 پوائنٹس دیکھے، میں امید کرتا ہوں یہ باتوں کو ہم سمجھنے کی کوشش کرینگے اور ان شاءاللہ اپنے زندگی میں لاگو کرنے کی کوشش کرے گیں، تاکہ جہنم سے ہم بچیں۔

قرآن نے کہا کہ :

**وَاُدۡخِلَ الۡجَنَّةَ جو جنت میں داخل ہو جائے**

**فَقَدۡ فَازَ وہ یقیناً کامیاب ہے** [سورۃ آل عمران 185 : 3]

لہٰذا حقیقی کامیابی چاہیے تو جہنمی اعمال کو چھوڑ کر جنتی اعمال کرنے کی ہمیں ضرورت ہیں نیز وہ اعمال کرنے کی ضرورت ہے جو جہنم سے نجات دیتے ہیں، میں اسی پر اپنی بات ختم کروں گا۔

**اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی ہم تمام کو جہنم سے نجات دے، اللہ رب العزت ہم میں وہ اخلاق، وہ عادات واطوار، وہ صفتیں، وہ خصلتیں پیدا کرے جو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنیں، جو ہمیں جہنم سے دور رکھے، جہنم کی آگ سے ہمیں نجات دے۔**

**وَاٰخِرُ دَعۡوٰنَاۤ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِينَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِين**

ISBN 978-93-344-7495-4
9 789334 474954